TUE.5.May.2026
VOLUME: 22 NO:106
PRICE: 3=00
Mob:8055362952
Pages:4

waraquetaza.com
waraquetaza.com/E-paper

روزنامہ
ناندیڑ
Established: May 1994 قائم شدہ: مئی

ورقِ تازہ

RNI No. MAHURD/2006/16935
پربھنی اور ناندیڑ سے علاحدہ ایڈیشن کی اشاعت

بروز منگل 5/مئی 2026
جلد: 21 شمارہ نمبر 106
17/ذیقعدہ 1447ھ
قیمت 3=00 روپے
صفحات: 4

THE WARAQU-E-TAZA URDU DAILY NANDED
Email:waraquetazadaily@yahoo.co.in- waraquetazadaily@rediffmail.com
HON'RY EDITOR :Mohd.Taqui (M.A,B.Ed)
اعزازی مدیر: محمد تقی (ایم۔اے، بی۔ایڈ)

پندرہ سال بعد ممتا کا قلعہ منہدم، بنگال اور آسام میں بی جے پی کو واضح اکثریت

کیرالہ میں کانگریس کی واپسی، تملناڈو میں تھالا پتی کامیاب، پانڈیچری میں این ڈی اے کو اقتدار

نئی دہلی: وزیر اعظم نریندر مودی نے مغربی بنگال اور آسام سمیت 5 ریاستوں کے انتخابی نتائج کے بعد نئی دہلی میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے مرکزی دفتر میں کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے ان نتائج کو جمہوریت کی طاقت اور عوامی اعتماد کا مظہر قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ مغربی بنگال میں تقریباً 93 فیصد ووٹنگ اپنے آپ میں ایک تاریخی واقعہ ہے، جبکہ آسام، تمل ناڈو، پڈوچیری اور کیرالہ میں بھی ووٹنگ کے نئے ریکارڈ قائم ہوئے، خاص طور پر خواتین کی بڑی شرکت نے جمہوریت کی ایک روشن تصویر پیش کی ہے۔ وزیر اعظم نے انتخابی عمل میں شامل تمام افراد، الیکشن کمیشن، سیکورٹی فورسز اور دیگر عملے کی ستائش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی محنت اور لگن نے جمہوریت کی عظمت کو برقرار رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستانی جمہوریت کی یہ مضبوطی آنے والی نسلوں کے لیے ایک مثال بنے گی۔ نریندر مودی نے اپنی تقریر میں گنگا ندی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ گزشتہ برس بہار انتخابات کے نتائج کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ گنگا جی بہار سے بہتے ہوئے گنگا ساگر (مغربی بنگال) تک جاتی ہے اور اب مغربی بنگال میں جیت کے ساتھ گنگوتری (اتراکھنڈ) سے لے کر گنگا ساگر تک کمل کھل چکا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اتراکھنڈ، اتر پردیش، بہار اور اب مغربی بنگال میں بی جے پی یا این ڈی اے کی حکومت قائم ہے، جو گنگا کے کنارے آباد ریاستوں میں پارٹی کی مضبوط موجودگی کو ظاہر کرتی ہے۔ انہوں نے اپنے 2013 کے بیان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب وہ وارانسی میں نامزدگی داخل کرنے گئے تھے تو ان کے دل سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ انہیں کسی نے نہیں بھیجا بلکہ ماں گنگا نے بلایا ہے۔ آج وہ محسوس کرتے ہیں کہ ماں گنگا کا آشیرواد مسلسل ان پر اور ان کی حکومت پر قائم ہے۔ وزیر اعظم نے آسام کے نتائج کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہاں بی جے پی اور این ڈی اے اتحاد نے مسلسل تیسری بار کامیابی حاصل کی ہے، جو ریاست کی تاریخ میں ایک بڑی کامیابی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر چائے باغان کے علاقوں میں ملنے والے غیر معمولی تعاون کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ عوام کے اعتماد کی علامت ہے۔ پڈوچیری کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ 2021 میں پیش کیے گئے وژن پر عوام نے اعتماد ظاہر کیا اور گزشتہ 5 برسوں میں این ڈی اے حکومت نے پوری ایمانداری کے ساتھ اس وژن کو عملی شکل دینے کی کوشش کی۔ انہوں نے نوجوانوں اور ماہی گیروں کو یقین دلایا کہ حکومت ان کے بہتر مستقبل کے لیے مسلسل کام کرتی رہے گی۔

یو ڈی ایف کی شاندار جیت پر کے سی وینو گوپال اور جے رام رمیش نے کیرالہ کے عوام کا شکریہ ادا کیا

کیرالہ میں کانگریس اتحاد نے زبردست کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیٹوں کی سنچری کی طرف قدم بڑھا دیا ہے۔ رجحانات میں کانگریس اتحاد 98 سیٹیں حاصل کرتا ہوا دکھائی دے رہا ہے، جن میں سے 28 سیٹوں پر فتح حاصل بھی ہو چکی ہے۔ یعنی سنچری سے کانگریس اتحاد محض 2 قدم پیچھے ہے۔ 140 سیٹوں والی اس ریاست میں حکومت سازی کے لیے 71 سیٹوں کی ضرورت ہے۔ اس شاندار جیت پر کانگریس کے سرکردہ رہنما کے سی وینو گوپال اور جے رام رمیش کا ردعمل سامنے آیا ہے۔ کانگریس کے جنرل سکریٹری اور لوک سبھا رکن کے سی وینو گوپال نے انتخابی نتائج کو عوامی جذبات میں ایک فیصلہ کن تبدیلی قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ نتائج پوری ریاست کیرالہ میں تبدیلی کی حامی لہر کے بارے میں اپوزیشن کے اندازے کو درست ثابت کرتے ہیں۔ پوری انتخابی مہم کے دوران ہم یہی کہتے رہے کہ ایک لہر بن رہی ہے۔ یہاں تک کہ جب ایگزٹ پول نے اس کے برعکس اشارے دیے، تب بھی ہمیں کامل جیت کا یقین تھا اور ہم 100 سیٹوں کا اعداد و شمار عبور کرنے کی امید کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ یہ اندازہ زمینی سطح پر مسلسل ملنے والے فیڈ بیک پر مبنی تھا۔ ہم ووٹرس کی نبض بھانپ سکتے تھے، اور آج کا فیصلہ اسی احساس کو ظاہر کرتا ہے۔ کانگریس راجیہ سبھا رکن جے رام رمیش 'ایکس' پر لکھتے ہیں کہ ''انڈین نیشنل کانگریس کیرالہ کے عوام کی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے کہ انہوں نے یو ڈی ایف کو واضح اکثریت کے ساتھ خدمت کا موقع دیا۔ ہم اپنی ذمہ داری کو تسلیم کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ کیرالہ کے عوام نے ہم پر جو اعتماد کیا ہے، اس پر پورا اتریں گے۔'' ساتھ ہی انہوں نے لکھا کہ ''کیرالہ کے علاوہ دیگر مقامات پر انتخابی نتائج ہماری توقعات کے مطابق نہیں رہے۔ تاہم، ہم نہ مایوس ہیں اور نہ ہی دل برداشتہ۔''

جے رام رمیش نے مزید لکھا کہ ''ہم ایک نظریاتی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آمریت اور جھوٹ کے خلاف جمہوریت اور سچائی کی جدوجہد کا راستہ ہمیشہ طویل اور مشکل ہوتا ہے۔ اس کے باوجود، ہم غیر متزلزل عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں گے۔ ہم جلد ہی نتائج کا جامع تجزیہ کریں گے۔ کیرالہ میں مبصرین بھیجنے کا عمل پہلے ہی شروع ہو چکا ہے۔''

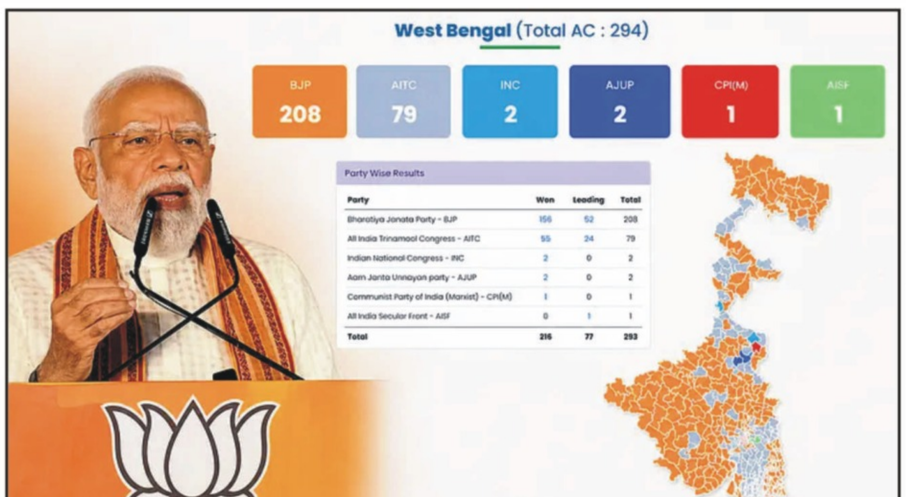

پڈوچیری انتخابی نتائج: این رنگاسوامی کی جیت، این ڈی اے اکثریت کے قریب

پڈوچیری اسمبلی انتخابات 2026 کے نتائج کے رجحانات مسلسل سامنے آ رہے ہیں۔ ریاست میں وزیر اعلیٰ این رنگاسوامی کی آل انڈیا این آر کانگریس (اے آئی این آر سی) کی قیادت والا این ڈی اے اتحاد ایک بار پھر اکثریت کی طرف بڑھتا دکھائی دے رہا ہے۔ الیکشن کمیشن کی ویب سائٹ کے مطابق، ووٹوں کی گنتی کے دوران این ڈی اے کئی نشستوں پر آگے رہا۔ این رنگاسوامی نے اپنی تھٹانچاواڑی نشست سے کامیابی حاصل کرتے ہوئے 4 ہزار 441 ووٹوں کے فرق سے جیت درج کی۔ انہیں مجموعی طور پر 10 ہزار 24 ووٹ حاصل ہوئے۔ یاد رہے کہ 2021 کے اسمبلی انتخابات میں بھی این ڈی اے نے 16 نشستیں جیت کر حکومت قائم کی تھی اور موجودہ رجحانات اسی برتری کے برقرار رہنے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

بنگال انتخابی نتائج: 'بجھنے سے پہلے دیے کی لو تیز ہو جاتی ہے'، بی جے پی کی شاندار کارکردگی پر سنجے راؤت کا تبصرہ

شیوسینا یو بی ٹی کے راجیہ سبھا رکن سنجے راؤت نے مغربی بنگال میں بی جے پی کی بہترین کارکردگی پر اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''بجھنے سے پہلے دیے کی لو تیز ہو جاتی ہے۔'' وہ مزید کہتے ہیں کہ ''اب ان کی (بی جے پی کی) مدت کار ختم ہونے کی طرف ہے۔'' سنجے راؤت نے الزام عائد کیا کہ 30 سے 35 ووٹ شماری مراکز پر ووٹ شماری روکی گئی ہے۔ کئی ووٹ شماری مراکز پر بی جے پی کارکنان کے ذریعہ لوٹ پاٹ مچانے کا الزام بھی عائد کیا جا رہا ہے۔

گورو گگوئی اپنی سیٹ بھی نہیں بچا سکے، بی جے پی اتحاد نے اکثریت حاصل کی

آسام میں بی جے پی اتحاد نے کانگریس اتحاد کو شکست فاش دے دی ہے۔ حالت ایسی ہے کہ گورو گگوئی سمیت کئی سرکردہ کانگریس لیڈران کو شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ گورو گگوئی تو 20 ہزار سے زائد ووٹوں سے ہار گئے ہیں۔ بی جے پی اتحاد نے بہ آسانی اکثریت حاصل کر لی ہے، اور اب ایک بار پھر ریاست میں ہیمنت بسوا سرما کی حکومت تشکیل پانے کا راستہ ہموار ہو گیا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اب تک بی جے پی اتحاد کو 71 نشستوں پر جیت مل چکی ہے، جبکہ حکومت سازی کے لیے جادوئی نمبر 64 ہے۔ 29 سیٹوں پر بی جے پی اتحاد کے امیدوار آگے بھی چل رہے ہیں۔ بی جے پی تنہا 59 سیٹوں پر جیت حاصل کر چکی ہے اور 23 سیٹوں پر سبقت بنائے ہوئی ہے۔ کانگریس اتحاد کی بات کریں، تو اسے 3 سیٹوں پر جیت حاصل ہوئی ہے اور 19 پر سبقت حاصل ہے۔ بقیہ سیٹوں پر دیگر پارٹیوں کے امیدواروں نے برتری حاصل کی ہوئی ہے۔

'راجستھان ایس آئی بھرتی 2021' معاملے میں آیا سپریم کورٹ کا فیصلہ، منتخب امیدواروں کو نہیں ملی راحت

جے پور: راجستھان کے مشہور 'سب انسپکٹر بھرتی-2021' معاملے میں آج سپریم کورٹ کا اہم فیصلہ آیا ہے۔ عدالت نے راجستھان ہائی کورٹ کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے واضح کر دیا کہ پیپر لیک اور بڑے پیمانے پر ہونے والی بے ضابطگیوں سے متاثرہ بھرتی کے عمل کو کسی بھی قیمت پر منظوری نہیں دی جا سکتی۔ عدالت نے منتخب امیدواروں کی جانب سے دائر کردہ اسپیشل لیو پٹیشن (ایس ایل پی) کی درخواست خارج کر دی۔ اس معاملے کی سماعت جسٹس دیپانکر دتہ اور جسٹس ستیش چندر شرما کے بنچ میں ہوئی۔ سماعت کے دوران عدالت نے انتہائی سخت تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی بھرتی امتحان کی شفافیت اور غیر جانبداری ختم ہو جائے، تو پورے انتخابی عمل پر سوال اٹھنا فطری ہے اور ایسے انتخاب کو بچایا نہیں جا سکتا۔ منتخب امیدواروں کی جانب سے سینئر ایڈوکیٹ ابھیشیک منو سنگھوی نے عدالت میں دلیل دی کہ جن امیدواروں نے غلط طریقے سے انتخاب پایا تھا، ان کے خلاف پہلے ہی کارروائی ہو چکی ہے۔ ساتھ ہی منتخب امیدواروں کی تربیت پر حکومت کروڑوں روپے خرچ کر چکی ہے، اس لیے پوری بھرتی کو منسوخ کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ تاہم سپریم کورٹ ان دلائل سے مطمئن نہیں ہوا۔ سپریم کورٹ نے اس کے ساتھ ہی راجستھان پبلک سروس کمیشن (آر پی ایس سی) کے اس وقت کے چیئرمین سنجے چھتریہ کی درخواست بھی خارج کر دی۔ انہوں نے ہائی کورٹ کی سنگل بنچ کی جانب سے کیے گئے سخت تبصروں کو ہٹانے کا مطالبہ کیا تھا۔ سپریم کورٹ نے واضح طور پر کہا کہ یہ معاملہ مفاد عامہ سے جڑا ہے، اس لیے عدالت کے تبصرے ہٹانے کی کوئی بنیاد نہیں بنتی۔ واضح رہے کہ اس معاملے کی شروعات تب ہوئی جب راجستھان ہائی کورٹ کی سنگل بنچ نے 28 اگست 2025 کو بھرتی کے عمل میں بڑے پیمانے پر پیپر لیک، ڈمی امیدواروں، نقل اور بااثر افراد کے کردار جیسے سنگین الزامات کو دیکھتے ہوئے پوری بھرتی منسوخ کر دی تھی۔ بعد میں ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے بھی 4 اپریل 2026 کو اس فیصلے کو درست قرار دیا تھا۔ اب سپریم کورٹ نے بھی اسی فیصلے پر مہر لگا دی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ 2021 میں 859 اسامیوں کے لیے یہ بھرتی نکالی گئی تھی۔ تقریباً 8 لاکھ نوجوانوں نے درخواست دی تھی اور قریب 3.8 لاکھ امیدوار امتحان میں شریک ہوئے تھے۔ تحقیقات کے دوران کئی حیران کن انکشافات ہوئے۔ کمیشن کے اس وقت کے اراکین تک کے خلاف کارروائی ہوئی اور کئی ملزمان جیل بھیجے گئے۔ اس معاملے میں اب تک ہونے والی کارروائی میں تقریباً 70 منتخب امیدواروں سمیت 130 سے زائد افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔

دہلی سے حج پروازوں کا پہلا مرحلہ مکمل، 12187 عازمین پہنچے مدینہ منورہ

نئی دہلی: حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لیے ملک بھر سے عازمین حج کی روانگی کا سلسلہ جاری ہے۔ شمالی ہندوستان کے سب سے بڑے حج امبارکیشن پوائنٹ، دارالحکومت دہلی سے مقدس سفر کا پہلا مرحلہ کامیابی کے ساتھ مکمل ہو گیا ہے۔ مدینہ منورہ کے لیے حج پروازوں کا آغاز 18 اپریل سے ہوا تھا، جو 4 مئی کی صبح 9 بج کر 45 منٹ پر اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے ٹرمینل 3 سے روانہ ہونے والی سعودی عربیہ ایئرلائن کی پرواز نمبر ایس وی 5909 کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ س پہلے مرحلے کے دوران 18 اپریل سے 4 مئی تک مجموعی طور پر 31 پروازوں کے ذریعے 12187 عازمین حج مدینہ منورہ پہنچ چکے ہیں۔ ان میں 6226 مرد اور 5661 خواتین شامل ہیں۔ عازمین مدینہ منورہ میں تقریباً آٹھ دن قیام کے بعد مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہو رہے ہیں، جہاں وہ حج کی ادائیگی کریں گے۔

سپریم کورٹ کا آدھار جاری کرنے میں سختی کی عرضی پر سماعت سے انکار

ترى ونت پورم: کیرالہ میں شاندار جیت پر راہل گاندھی کا شکریہ، کہا- 'اب عوام کے پاس بصیرت والی حکومت ہے' سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' پر کی گئی ایک پوسٹ میں راہل گاندھی نے لکھا، ''کیرالہ کے میرے بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ جنہوں نے واقعی فیصلہ کن مینڈیٹ دیا۔ یو ڈی ایف کے ہر لیڈر اور ورکر کو مبارکباد، سخت محنت اور بہترین مہم کے لیے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا، کیرالہ کے پاس ٹیلنٹ (قابلیت) ہے، پوٹینشل (امکانات) ہے اور اب کیرالہ کے پاس یو ڈی ایف کی ایک ایسی حکومت بھی ہے جو دونوں کو استعمال کرنے کی بصیرت رکھتی ہے۔ میں جلد ہی اپنی کیرالہ فیملی سے ملنے کا منتظر ہوں۔'' قبل ازیں، کانگریس کے رکن پارلیمنٹ عمران پرتاپ گڑھی نے راہل گاندھی کی حکمت عملی کو جیت کا بڑا سبب قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ یو ڈی ایف کی یکجہتی اور ملکارجن کھڑگے کی قیادت کی جیت ہے۔ انہوں نے کہا، ''ہم کیرالہ میں سنچری لگانے جا رہے ہیں۔'' انہوں نے مزید کہا کہ وزیر اعلیٰ کی تعداد میں اضافہ ہونے سے پارٹی مزید مضبوط ہوگی۔ کانگریس لیڈر اور تلنگانہ فشرمین کوآپریٹو فیڈریشن کے صدر میٹو سائی کمار نے اس جیت کو کانگریس کارکنان کی محنت کی فتح قرار دیا۔ انہوں نے بی جے پی پر آئینی اداروں کے غلط استعمال کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ جنوبی ہند کی ریاستوں میں بی جے پی اپنی معنویت کھو چکی ہے۔ آل انڈیا مہلا کانگریس کی صدر الکا لامبا نے بھی کیرالہ پر توجہ مرکوز رکھنے کا اعلان کیا اور کہا کہ پانچ ریاستوں کے انتخابات کے نتائج سے واضح ہے کہ کیرالہ میں کانگریس اتحاد ہی حکومت بنائے گا۔ کیرالہ کانگریس کے صدر سنی جوزف نے عوام، پارٹی ورکرز اور اے آئی سی سی قیادت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے 'شاندار جیت' قرار دیا۔ انہوں نے دسمبر کے لوکل باڈی انتخابات میں یو ڈی ایف کی کارکردگی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ تسلسل عوام کے اعتماد کو ظاہر کرتا ہے۔

حج اللہ کی رضا اور خوشنودی کا ذریعہ ہے

ممبئی میں حج اورینٹیشن، میڈیکل و تربیتی کیمپ؛ علمائے کرام و معززین کا ایمان افروز خطاب

ممبئی، 3 مئی (ایجنسیز) عازمینِ حج کی بہتر رہنمائی، طبی سہولتوں اور دینی تربیت کے پیش نظر ایک جامع حج اورینٹیشن، ٹریننگ و میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں علمائے کرام، معززینِ شہر اور ماہرین نے شرکت کرتے ہوئے حج کے روحانی، عملی اور طبی پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس موقع پر نہایت روح پرور اور ایمان افروز بیانات نے حاضرین کے دلوں کو منور کر دیا۔ کیمپ کی صدارت کرتے ہوئے ڈاکٹر ظہیر قاضی (صدر انجمن اسلام) نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''حج اللہ کی رضا اور خوشنودی کا عظیم ذریعہ ہے، اور یہ سعادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی بلکہ یہ محض اللہ کا انتخاب ہوتا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ لاکھوں افراد حج کی خواہش رکھتے ہیں مگر محدود تعداد کو ہی موقع ملتا ہے، اس لیے عازمین کو چاہیے کہ وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ ڈاکٹر ظہیر قاضی نے اپنے ذاتی تجربات بیان کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں قیام، حاجیوں کی خدمت اور حج کی سعادت کے مختلف مراحل کا ذکر کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ جب تک ''بلاوا'' نہ ہو، انسان چاہ کر بھی حج ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے عازمین کو طبی احتیاطوں کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ادویات ساتھ رکھیں، صحت کا خیال رکھیں اور ضرورت پڑنے پر میڈیکل کیمپ سے رجوع کریں۔ ابتداء میں علوی فاؤنڈیشن کے روحِ رواں عمران علوی نے کیمپ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے تربیتی پروگرامز عازمین کو مناسکِ حج صحیح طریقے سے ادا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ مفتی رفیق پُرکر نے اپنے خطاب میں حج کے مسائل کی صحیح اور مستند معلومات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ''حج محض کتابوں سے نہیں سیکھا جا سکتا بلکہ تجربہ کار علماء کی رہنمائی ناگزیر ہے۔'' انہوں نے متعدد واقعات بیان کرتے ہوئے خبردار کیا کہ ادھوری معلومات بڑے مسائل کا سبب بن سکتی ہے، اس لیے عازمین کو چاہیے کہ مستند علماء سے رجوع کریں اور دورانِ حج غیر ضروری بحث و مباحثہ سے گریز کریں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہر عمل کے پیچھے ایک تاریخی اور روحانی حقیقت پوشیدہ ہے، جسے سمجھ کر ادا کرنے سے عبادت میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ مفتی اشفاق قاضی نے نہایت پُراثر انداز میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے صفا و مروہ کی سعی کی حقیقت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ہاجرہؑ کی بے مثال قربانی، صبر اور توکل کی یاد میں آج بھی پوری دنیا کے مسلمان سعی کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ''یہ محض ایک ظاہری عمل نہیں بلکہ اللہ پر کامل یقین، جدوجہد اور امید کا عملی مظاہرہ ہے۔''

انہوں نے عازمین کو تلقین کی کہ وہ ہر عمل کو اس کے باطنی شعور کے ساتھ ادا کریں، دعا اور اللہ سے تعلق کو مضبوط بنائیں اور حج کو اپنی زندگی کی حقیقی تبدیلی کا ذریعہ بنائیں۔ دیگر علماء کرام نے بھی احرام، طواف، سعی، رمی اور دیگر ارکانِ حج کے حوالے سے تفصیلی رہنمائی فراہم کی اور عازمین کو نظم و ضبط، صبر و تحمل اور باہمی احترام اپنانے کی تاکید کی۔ اس موقع پر مقررین نے ممبئی کی تاریخی اور مرکزی حیثیت کا بھی ذکر کیا۔ بتایا گیا کہ ممبئی طویل عرصے سے ہندوستان کے عازمینِ حج کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ یہاں سے ہر سال بڑی تعداد میں حجاج کرام روانہ ہوتے ہیں، اور انجمن اسلام جیسے ادارے، سماجی تنظیمیں اور رضا کارانہ خدمات انجام دینے والے افراد عازمین کی رہنمائی، تربیت اور سہولت کے لیے نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ ممبئی کی یہی روایت اسے ملک میں حج خدمات کے حوالے سے ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے، جہاں مذہبی، سماجی اور فلاحی ادارے مل کر اس مقدس فریضے کی تیاری میں عازمین کی مدد کرتے ہیں۔ پروگرام کے اختتام پر عازمینِ حج کو مبارکباد پیش کی گئی اور ان سے اپیل کی گئی کہ وہ اس مقدس سفر میں اپنی دعاؤں میں ملک و ملت، خصوصاً ضرورت مندوں اور یتیموں کو یاد رکھیں۔ آخر میں اجتماعی دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ تمام عازمین کا حج مقبول فرمائے، انہیں خیر و عافیت کے ساتھ اس عظیم فریضے کی ادائیگی کی توفیق عطا کرے اور اس مبارک سفر کو ان کی زندگی میں روحانی انقلاب کا ذریعہ بنائے۔

غلامی کی تاریخ کا حساب ہونا چاہیے، صدیوں کے استحصال نے افریقہ کو مقروض بنا دیا: سیرل رامافوسا

جوہانسبرگ: جنوبی افریقہ کے صدر سیرل رامافوسا نے افریقہ ماہ کے موقع پر غلامی کی تاریخ کے حوالے سے حساب اور ازالے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ صدیوں کے استحصال اور افریقی وسائل کی منظم لوٹ مار کے اثرات آج بھی براعظم کی معیشتوں میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ پیر کو اپنے ہفتہ وار نیوز لیٹر میں انہوں نے کہا کہ غلامی کے تناظر میں کیا جانے والا ازالہ صرف مالی ادائیگی تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس میں متاثرہ افریقی ممالک کے لیے براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ، عالمی منڈیوں تک بہتر رسائی اور معاشی مواقع کی فراہمی بھی شامل ہونی چاہیے۔ رپورٹ کے مطابق سیرل رامافوسا نے کہا کہ ٹیکنالوجی کی منتقلی، مہارتوں کی فراہمی اور صدیوں پہلے لوٹی گئی ثقافتی وراثت کی غیر مشروط واپسی بھی اس عمل کا لازمی حصہ ہونی چاہیے۔ انہوں نے واضح کیا کہ یہ اقدامات نہ صرف تاریخی ناانصافی کے ازالے کے لیے ضروری ہیں بلکہ افریقی ممالک کو پائیدار ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ غلامی اور نوآبادیاتی دور کے اثرات آج بھی افریقی ممالک کے بڑھتے ہوئے قرض کے بوجھ اور معاشی عدم توازن کی صورت میں نمایاں ہیں۔ ان کے مطابق یہ قرض کا بوجھ محض موجودہ پالیسیوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک طویل تاریخی عمل کا تسلسل ہے۔ سیرل رامافوسا نے کہا، ''نہ صرف لاکھوں افریقی باشندوں کو غلام بنایا گیا بلکہ نوآبادیاتی طاقتوں نے افریقی زمینوں پر قبضہ کر کے اور وسائل کا استحصال کر کے بے پناہ دولت حاصل کی۔'' انہوں نے مزید کہا کہ غلامی صرف انسانی غلامی تک محدود نہیں تھی بلکہ یہ ایک ایسا نظام تھا جس کے ذریعے غیر انسانی طریقوں سے دولت اور ثقافتی اشیا حاصل کی گئیں، جن میں سے کئی آج بھی یورپ کے عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ انہوں نے غلام تجارت کو تاریخ کا ایک انتہائی ظالمانہ باب قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایک صدی سے زائد عرصے تک لاکھوں افریقی مردوں، خواتین اور بچوں کو پکڑ کر اشیا کی طرح خریدا اور فروخت کیا جاتا رہا۔ یہ بیان ایسے وقت میں سامنے آیا ہے جب حال ہی میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں غلامی کو انسانیت کے خلاف سنگین ترین جرائم میں شمار کیا گیا ہے۔ اس قرارداد کی بیشتر ممالک نے حمایت کی جبکہ چند ممالک نے اس کی مخالفت کی اور بعض نے ووٹنگ سے گریز کیا۔ سیرل رامافوسا کے مطابق غلامی کی تاریخ کا حساب اور اس کے اثرات کا ازالہ عالمی انصاف کے قیام کے لیے ناگزیر ہے اور اس سمت میں عملی اقدامات وقت کی اہم ضرورت ہیں۔

VACANCY in 100% Grant in Aid
Applications are invited from Urdu knowing candidates against post mentioned below.
A Full Time Teacher in Maulana Azad Junior College (MCVC) Aurangabad having B.E./B.Tech. (Automobile) 2nd Class + Certificate Course in Vocational Teacher's Training + 3 yrs experience in authorised 4 wheeler service station.
Starting Salary more than Rs. 80,000/- (Rs. Eighty thousand) per month
M.A. (Urdu) & M.A. (History) at least 2nd Class + B.Ed. in Maulana Azad Junior College, Khultabad
B.A. (English) B.Ed. + TET/CTET 6th-8th classes in Urdu Primary School, Paithan.
Send applications at Email : syedfaisal705@gmail.com. Mob. 9226240205
Secretary, Anjuman Ishat-E-Taleem Trust, Aurangabad

ورقِ تازہ

05 March 2026 — اداریہ

''لاڈلی بہن یوجنا''

مہاراشٹر کی سیاست میں ان دنوں لاڈلی بہن اسکیم ایک ایسا موضوع بن چکی ہے جس نے جہاں ایک طرف انتخابی میدان میں مہایوتی حکومت کی کامیابی کے جھنڈے گاڑے، وہیں دوسری طرف حکومت کے داخلی معاشی ڈھانچے میں زلزلے جیسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ وزیرِ جنگلات گنیش نائیک کا ایوان میں دیا گیا سنسنی خیز بیان کہ ''لاڈلی بہن اسکیم دیگر محکموں کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے'' محض ایک سیاسی جملہ نہیں بلکہ اس معاشی گھٹن کا اعتراف ہے جو اس وقت ریاست کے مختلف محکموں میں محسوس کی جا رہی ہے۔ جب حکومت کا ایک ذمہ دار وزیر خود یہ کہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے محکموں کو بینکوں سے قرض لینے کا مشورہ دیا جا رہا ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ریاست کا مالیاتی توازن بری طرح بگڑ چکا ہے۔ گنیش نائیک کا یہ انکشاف کہ محکمہ جنگلات کے پاس 12 ہزار کروڑ روپے مالیت کے ساگوان کے درخت کٹائی کے لیے تیار کھڑے ہیں، لیکن محض فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ عمل تعطل کا شکار ہے، انتظامی نااہلی اور ترجیحات کے فقدان کی بدترین مثال ہے۔ یہ کیسی معاشی منطق ہے کہ جس محکمے کے پاس ریاست کے خزانے کو بھرنے کے لیے اربوں روپے کے قدرتی وسائل موجود ہوں، اسے اپنی روزمرہ کی ضروریات اور ملازمین کی تنخواہوں کے لیے بینکوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کیا جا رہا ہے؟ کیا لاڈلی بہن اسکیم کے لیے سیاسی شہرت حاصل کرنا اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ ریاست کے ریونیو پیدا کرنے والے ذرائع کو ہی مفلوج کر دیا جائے؟

اس معاملے کا سب سے سنگین پہلو وہ انسانی قیمت ہے جو پسماندہ طبقات کو ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ ستیج پاٹل کی جانب سے ایوان میں اٹھایا گیا یہ سوال کہ آدیواسی اور دھنگر بستیوں میں سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو 3 کلومیٹر تک کندھوں پر لاد کر ہسپتال لے جانا پڑ رہا ہے، ریاست کے ترقیاتی دعووں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔ ایک طرف حکومت خواتین کے بینک اکاؤنٹس میں 1500 روپے منتقل کر کے خوشحالی کا نعرہ لگا رہی ہے، لیکن دوسری طرف اسی خاندان کا کوئی بیمار رکن بنیادی سڑک کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ سکتا ہے۔ کیا 1500 روپے کی یہ نقد امداد اس انسانی جان کا نعم البدل ہو سکتی ہے؟ کسی بھی فلاحی ریاست کا بنیادی فریضہ انفراسٹرکچر کی فراہمی ہوتا ہے، لیکن یہاں پاپولزم کی آگ میں بنیادی ڈھانچے کو ایندھن بنایا جا رہا ہے۔ مہایوتی حکومت کے اندر جاری یہ سرد جنگ اب ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ پہلے شیوسینا (شندے گروپ) کے سنجے شرساٹ نے اس پر آواز اٹھائی اور اب بی جے پی کے سینیئر لیڈر گنیش نائیک کا ایوان میں برملا اظہار یہ بتاتا ہے کہ کابینہ کے اندر بجٹ کی تقسیم پر شدید اختلافات پنپ رہے ہیں۔ وزارتِ بہبودِ خواتین و اطفال کو دیگر محکموں کا بجٹ منتقل کرنا ایک ایسا انتظامی عدم توازن پیدا کر رہا ہے جس کے اثرات برسوں تک محسوس کیے جائیں گے۔ محکمہ جنگلات کے ملازمین کی تنخواہوں میں تاخیر، سبز پہاڑیوں کے تحفظ کے منصوبوں کی معطلی اور جنگلاتی بستیوں کی سڑکوں کی تعمیر میں رکاوٹ وہ نقصانات ہیں جن کا ازالہ محض نقد رقم کی تقسیم سے ممکن نہیں۔

گنیش نائیک کا یہ بیان کہ ''اگر محکمہ جنگلات کو 6 ہزار کروڑ کا قرض مل جائے تو خوشبودار سڑکیں اور ملازمین کی تنخواہوں کے مسائل حل ہو جائیں گے''، دراصل حکومت کی مالیاتی بے بسی کا ماتم ہے۔ سرکاری محکموں کو کمرشل بینکوں سے قرض لینے کی ترغیب دینا ایک خطرناک روایت ہے جو مستقبل میں ریاست کو قرض کے جال میں دھکیل سکتی ہے۔ حکومت کو یہ سمجھنا ہوگا کہ فلاحی اسکیمیں ہمیشہ ریاست کی اضافی آمدنی سے چلائی جانی چاہئیں، نہ کہ ترقیاتی بجٹ کو کاٹ کر یا قرضوں کے سہارے۔ اس معاشی کشمکش کا سب سے خطرناک پہلو وہ ترقیاتی خلا ہے جو مستقبل بعید میں ریاست کی مجموعی پیداوار (GDP) کو بری طرح متاثر کر سکتا ہے۔ جب محکمہ جنگلات جیسے ریونیو پیدا کرنے والے شعبوں کو محض اس لیے نظرانداز کر دیا جائے کہ ایک مخصوص عوامی اسکیم کے لیے فنڈز کی ضرورت ہے، تو یہ دراصل ''سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو ذبح کرنے'' کے مترادف ہے۔ ساگوان کے درختوں کی کٹائی روکنا یا ماحولیاتی تحفظ کے منصوبوں کو سرد خانے میں ڈالنا محض انتظامی سستی نہیں، بلکہ ایک ایسی معاشی خودکشی ہے جس کا خمیازہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔ اگر حکومت بینکوں سے قرض لے کر تنخواہیں اور سڑکیں بنانے کا مشورہ دے رہی ہے، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ریاست کا مالیاتی نظم و ضبط مکمل طور پر جواب دے چکا ہے۔ کسی بھی ریاست کی پائیدار ترقی کا دارومدار اس کے قدرتی وسائل کے درست استعمال اور بنیادی ڈھانچے کی مضبوطی پر ہوتا ہے، نہ کہ محض انتخابی مفادات کے لیے نقد رقوم کی تقسیم پر۔ اگر آج ان بستیوں تک سڑکیں نہیں پہنچیں گی جہاں مریض کندھوں پر لاد کر لائے جا رہے ہیں، تو کل لاڈلی بہنوں کے خاندانوں کے لیے بھی یہی ہسپتال اور یہی سڑکیں ناپید ہوں گی، اور تب یہ 1500 روپے کی معمولی امداد کسی بھی المیے کا مداوا نہیں کر سکے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم، صحت، سڑکیں اور جنگلات کا تحفظ وہ بنیادی ستون ہیں جن پر کسی بھی ریاست کی پائیدار ترقی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر ان ستونوں کو ہی کمزور کر دیا جائے تو لاڈلی بہن اسکیم جیسی عمارتیں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنی ترجیحات پر نظرِ ثانی کرے، نئے ریونیو ذرائع تلاش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی ایک طبقے کی فلاح دوسرے طبقے کی حق تلفی پر مبنی نہ ہو۔ بصورتِ دیگر، یہ معاشی ناانصافی ریاست میں سماجی بے چینی اور انتظامی انتشار کا باعث بنے گی، جس کی بھاری قیمت بالآخر ریاست کے عوام کو ہی چکانی پڑے گی۔

'میں نے میزائل تباہ ہوتے اور عمارتوں سے دھواں نکلتے دیکھا': کیا دبئی ایک محفوظ مقام ہونے کا درجہ کھو رہا ہے؟

ایلس ڈیویز اور گبریلا پومروئے

دبئی کی فضا میں اڑتے ہوئے میزائل دیکھ کر ہوفت گولان کو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ یہ سب اُن کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ اسرائیلی کینیڈین نژاد انفلوئنسر نے بی بی سی کو بتایا کہ 'ہمیں یوں میزائلوں کو انٹرسیپٹ (روکتے اور تباہ کرتے ہوئے) دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔ مگر میں نے حالیہ دنوں میں ایسا ہوتے ہوئے دیکھا اور عمارتوں سے دھواں نکلتے ہوئے بھی۔' دبئی میں انفلوئنسرز کی ایک بڑی تعداد موجود ہے اور اُن میں سے ایک ہوفت گولان بھی ہیں جنھوں نے متحدہ عرب امارات پر داغے جانے والے ایرانی ڈرونز اور میزائلوں کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر خوف کا اظہار کیا ہے۔ ایران کی جانب سے گذشتہ چار روز سے یہ میزائل اور ڈرون امریکہ اور اسرائیل کے مشترکہ حملوں کے ردعمل کے طور پر داغے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ان میزائلوں اور ڈرونز کی اکثریت کو ہدف تک پہنچنے سے قبل ہی انٹرسیپٹ یعنی فضا میں روکا گیا، مگر بہت سے اہداف تک پہنچنے میں کامیاب رہے جس کے بعد دبئی کی بہت سی مشہور عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے جن میں پام جمیرا کے علاقے میں موجود دی پالم ہوٹل اور برج العرب ہوٹل بھی شامل ہیں۔ دبئی انٹرنیشنل ایئرپورٹ اور ابوظہبی کے زاید انٹرنیشنل ایئرپورٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے اور یہاں ایک شخص کی ہلاکت بھی ہوئی ہے۔

دبئی نے کئی سال سے اپنی شہرت ایک ایسی جگہ کے طور پر بنائی ہے جو گلیمر سے بھرپور ہے اور سیاحت کے ساتھ ساتھ کاروباری شخصیات کے لیے ایک اہم مرکز ہے۔ غیر مستحکم مشرق وسطیٰ کے خطے میں بہت سے لوگ دبئی کا انتخاب رہائش کے لیے بھی کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورتحال میں دبئی میں رہائش پذیر ارابیلا چی، جو لو و آئی لینڈ میں شریک رہی ہیں، نے متحدہ عرب امارات پر ہونے والے حملوں کو 'خوفناک' قرار دیا ہے۔ برطانوی ماڈل اور انفلوئنسر پیٹرا ایکلسٹون نے کہا کہ 'ہم یہاں محفوظ محسوس کرنے آئے تھے اور جب ایسا محسوس ہونے لگا تھا تو یہ سب ہو گیا۔' انگلینڈ کے سابق فٹبالر ریو فرڈینینڈ نے اپنے شو پر بات کرتے ہوئے کہا کہ 'یہ خوفناک ہے کہ آپ میزائل، لڑاکا طیاروں کی آوازیں سُنتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کیا ہو رہا ہے، ہمارے اوپر، اور آپ کو

بمباری کی آواز آتی ہے، اور ہمیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔' تاہم انھوں نے کہا کہ وہ اب بھی دبئی میں غیر محفوظ محسوس نہیں کر رہے۔

دبئی میں موجود بہت سے انفلوئنسرز متحدہ عرب امارات کی حکومت کی تعریف بھی کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ متحدہ عرب امارات میں حکومت پر تنقید غیر قانونی سمجھی جاتی ہے۔ منگل کے دن دبئی کی پولیس نے سوشل میڈیا پر لکھا کہ 'افواہیں، غلط معلومات یا ایسا مواد جو سرکاری موقف کی تردید کرتا ہو یا مفادِ عامہ کو خطرے میں ڈالتا ہو یا عوام کو پریشان کرنے کا سبب بنے، شیئر کرنا منع ہے اور خلاف ورزی کرنے پر دو لاکھ درہم تک جرمانہ یا قید کی سزا بھی ہو سکتی ہے۔' اس کے باوجود غیر ملکی کمیونٹی میں بہت سے لوگ سوال کر رہے ہیں کہ کیا دبئی ایک محفوظ مقام کا درجہ کھو چکا ہے اور کیا اب اپنی پرانی شہرت بحال کر پائے گا؟ متحدہ عرب امارات کی وزارت دفاع کے مطابق اب تک 174 بیلسٹک میزائل، آٹھ کروز میزائل اور 700 کے قریب ڈرون ملک کی جانب آتے دیکھے گئے جن کی اکثریت کو روک لیا گیا۔ کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر یاسر الشثناوی کا کہنا ہے کہ 'دبئی کی بطور ترقی یافتہ اور جدید شہر کی بہترین شہرت کو دھچکہ لگا ہے۔' بی بی سی سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ 'جب آپ شہر میں دھوئیں کے بادل دیکھتے ہیں، دھماکوں کی آوازیں سنتے ہیں، تو سکیورٹی اور حفاظت کی تصویر ختم ہو جاتی ہے۔' دبئی میں 20 سال تک رہائش پذیر رہنے والے یاسر کہتے ہیں کہ 'اگر نقصان زیادہ نہ بھی ہو تو فیئرمونٹ ہوٹل جیسی عمارات ایک ایسے شہر کی علامت ہیں جہاں امیر لوگ سرمایہ کاری محفوظ طریقے سے کر سکتے ہیں۔' ان کے مطابق اس شہرت کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ ہونے میں کئی سال لگیں گے۔ کولمبیا یونیورسٹی کی ہی کیرن ینگ جو سینٹر فار گلوبل انرجی پالیسی میں سینیئر ریسرچ سکالر ہیں کہتی ہیں کہ ایران کی جانب سے ان مقامات کو نشانہ بنانے کا فیصلہ 'غیر معمولی تھا۔' چھ سال تک دبئی میں رہنے والی کیرن کا کہنا ہے کہ 'بہت سے لوگوں کے لیے یہ سوچنا ناممکن ہو گا کہ سیاحت کا انفراسٹرکچر بھی نشانہ بن سکتا ہے۔' تاہم ہوفت گولان، جو خود کو ٹی وی شخصیت کہتی ہیں، کے خیال میں دبئی کی شہرت زیادہ نہیں بدلے گی۔ وہ کہتی ہیں کہ 'ہم نے دیکھا ہے کہ دبئی کا فضائی دفاع کتنا مضبوط ہے۔' ان کا کہنا تھا کہ وہ سوموار کو شاپنگ مال گئی تھیں جہاں معمول سے کچھ کم رش تھا لیکن پھر بھی بہت سے لوگ تھے۔ ہوفت کہتی ہیں کہ وہ جس جزیرے پر رہتی ہیں وہاں لوگ حملے کے بعد بھی سمندر میں تیراکی کر رہے تھے۔ دبئی کی رہائشی افشاں فاروقی بھی خود کو غیر محفوظ نہیں سمجھ رہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ 'اس سب کے باوجود میں خود کو محفوظ سمجھتی ہوں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ انسان کو پریشانی ہوتی ہے لیکن روزمرہ کے کام ہو رہے ہیں، سکول کھلے ہوئے ہیں اور لوگ باہر نکل رہے ہیں۔' انڈیا سے تعلق رکھنے والی افشاں کہتی ہیں کہ 'ہم خوف میں نہیں جی رہے۔' دبئی میں ہونے والے حملوں سے چند گھنٹے قبل ہی یہاں پہنچنے والے ول بیلی کہتے ہیں کہ 'دبئی میزائل روکنے کا بہت اچھا کام کر رہا ہے اور عوام کو آگاہ رکھے ہوئے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔' تاہم برطانیہ سے تعلق رکھنے والے فٹنس انفلوئنسر کا کہنا ہے کہ اب وہ اپنے کوچنگ کاروبار کو دبئی منتقل کرنے پر دوبارہ غور کریں گے۔ بی بی سی عربی سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ 'سب کچھ بدل گیا ہے۔ اب ہم اس صورت حال کے بیچ میں ہیں۔' ان کا کہنا تھا کہ 'میں نہیں جانتا کہ میں یہاں رہوں گا یا واپس چلا جاؤں گا۔' اس وقت میں نہیں جانتا۔ فی الحال تو انتظار کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ کیا ہوتا ہے۔' (بی بی سی اردو)

'تمام سُرخ لکیریں عبور ہو چکیں': کیا خلیجی ریاستوں کا ایران کے خلاف جنگ میں شمولیت کا امکان بڑھ رہا ہے؟

باربرا اُشر

غیر متوقع طور پر بہت سی خلیجی ریاستیں نہ چاہتے ہوئے بھی مشرقِ وسطیٰ میں لڑی جانے والی نئی جنگ میں فرنٹ لائن پر آ گئی ہیں، اور اس صورتحال پر وہ شدید برہم بھی ہیں۔ ایران نے امریکی و اسرائیلی فضائی حملوں کا جواب دیتے ہوئے گذشتہ چار روز کے دوران اپنے عرب پڑوسیوں پر سینکڑوں میزائل اور ڈرون داغے ہیں۔ ایران جنگ پر تازہ ترین تفصیلات بی بی سی اُردو کے لائیو پیج پر ایران کے اِن جوابی حملوں کا بنیادی ہدف سعودی عرب سمیت اِن تمام خلیجی ممالک میں موجود امریکی فوجی اڈے ہیں، لیکن اب وقت کے ساتھ ساتھ ان خلیجی ممالک میں موجود سویلین انفراسٹرکچر اور توانائی (تیل و گیس) کے بنیادی ڈھانچے بھی ایرانی حملوں کی زد میں آ رہے ہیں۔ اور بلاواسطہ اِن جوابی حملوں کی مدد سے ایران خلیجی ممالک سے متعلق دنیا میں پائے جانے والے اِس تصور کو بھی نشانہ بنا رہا ہے کہ یہ ممالک سفر، سیاحت اور معیشت کے اعتبار سے محفوظ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ جوابی حملے خلیجی ممالک میں تیل اور گیس کی صنعت کو بھی بُری طرح متاثر کر رہے ہیں، جو اس خطے میں معیشت کی بنیاد ہے۔ عرب حکومتیں پہلے روز سے ہی یہ جنگ نہیں چاہتی تھیں اور خلیجی رہنماؤں نے اس کو روکنے کی کوششیں بھی کیں۔ تو اب اہم سوال یہ ہے کہ کیا ایران کے اس نوعیت کے جوابی حملے خلیجی ریاستوں کو بھی اس جنگ میں کھینچ لیں گے؟ قطر کی وزارتِ خارجہ کے ترجمان ماجد الانصاری نے منگل کو ایک پریس بریفنگ میں کہا 'تمام ریڈ لائنز (سُرخ لکیریں) پہلے ہی عبور کی جا چکی ہیں۔' انھوں نے صحافیوں کو بتایا کہ 'ہماری خود مختاری اور سالمیت پر مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارے بنیادی انفراسٹرکچر پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارے رہائشی علاقوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور ان حملوں کے اثرات بالکل واضح ہیں۔ جہاں تک ممکنہ جوابی کارروائی کا تعلق ہے، تو ہماری قیادت کے پاس تمام موجود ہیں۔ لیکن ہم یہ بالکل واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے حملے نہ تو نظرانداز کیے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کا جواب دیے بغیر انھیں چھوڑا جا سکتا ہے۔'

دوسری جانب سعودی عرب نے کہا ہے کہ وہ ایرانی حملوں کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ سعودی عرب کے سرکاری خبر رساں ادارے 'سعودی پریس ایجنسی' نے منگل کو سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان کی زیر قیادت ہونے والے کابینہ اجلاس سے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب نے کہا ہے کہ وہ اپنی سلامتی کے دفاع اور شہریوں کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گا۔ اس موقع پر سعودی کابینہ نے زور دیا کہ مملکت 'اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لانے کے لیے تیار ہے تاکہ اُن اتحادی ممالک کی حمایت کی جا سکے' جو ایران کی جانب سے کسی ممکنہ حملے کا جواب دے رہے ہیں۔ ایران کی جانب سے جوابی کارروائیوں کے دوران خلیجی ریاستوں پر داغے جانے والے زیادہ تر میزائلوں کو فضائی دفاعی نظام کے ذریعے ہدف پر پہنچنے سے قبل ہی تباہ کر دیا جاتا ہے مگر تباہ ہونے والے میزائلوں کا ملبہ آتشزدگی اور ہلاکتوں کا سبب بنتا ہے۔ تاہم ڈرون، جو دفاعی نظام سے زیادہ آسانی سے گزر جاتے ہیں، اکثر معمولی نقصان پہنچاتے ہیں اور یہی صورتحال خلیج میں تجارت، سفر اور سیاحت کے نظام کو درہم برہم کیے ہوئے ہے۔ اور ایران کی حکمتِ عملی بھی بظاہر یہی ہے، یعنی اپنے عرب پڑوسیوں کے لیے خطرات بڑھانا تاکہ وہ امریکہ پر جنگ ختم کرنے کے لیے دباؤ ڈالیں۔ فنانشل ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق، ایران نے تقریباً اتنے ہی میزائل اور ڈرون متحدہ عرب امارات پر داغے ہیں جتنے کہ اسرائیل پر۔ متحدہ عرب امارات خلیج کا سب سے بڑا تجارتی اور سیاحتی مرکز ہے۔ خطے کی اہم تیل اور گیس کی صنعت کو ایران اپنے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتا ہے، کیونکہ اس میں خلل ڈالنا عالمی معیشت کو جھٹکا دے سکتا ہے۔ تاہم اس ایرانی حکمتِ عملی کا الٹا اثر بھی ہو سکتا ہے۔ ایران خطرہ مول لے رہا ہے مگر اس کا اثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلیجی ریاستیں واشنگٹن کے مزید قریب ہو جائیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلیجی ریاستیں کسی نہ کسی شکل میں امریکہ اور اسرائیل کی ایران کے خلاف اس جنگ کا حصہ بن جائیں۔ تاحال خلیجی ریاستوں نے امریکہ کو اپنی سرزمین یا فضاؤں سے ایران پر حملے کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، مگر یہ صورتحال اب بدل سکتی ہے اور وہ کسی بھی وقت ایران کے خلاف ہونے والی فوجی کارروائیوں میں شریک ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فی الحال خلیجی ممالک اپنی توجہ اپنے دفاع پر مرکوز کیے ہوئے ہیں، لیکن یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ جنگ اور حملے مزید کتنی دیر تک جاری رہتے ہیں۔

کچھ ریاستیں اس جنگ میں اسرائیل کا ساتھ دینے کے تاثر سے بدستور گریزاں ہوں گی۔ اسرائیل کی غزہ میں کی گئی مہلک اور تباہ کن کارروائیوں، اور لبنان و شام جیسے ممالک میں اس کی فوجی مداخلت نے عربوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو مزید کشیدہ کیا ہے۔ جب اسرائیل

نے گذشتہ سال قطر پر حملہ کر کے وہاں حماس کی قیادت کے چند اراکین کو قتل کرنے کی کوشش کی، تو عرب ریاستیں شدید غصے میں آ گئی تھیں۔ تاہم اس کے باوجود اب یہ واضح ہے کہ ایران کے جوابی حملوں نے خلیجی ریاستوں کے درمیان اتحاد کو مزید مضبوط کیا ہے۔ خلیج تعاون کونسل کے چھ رکن ممالک، بشمول سعودی عرب، کویت، قطر، بحرین، متحدہ عرب امارات اور عمان، نے اتوار کو ہنگامی اجلاس میں یکجہتی کا اظہار کیا اور عہد کیا کہ وہ 'اپنی سلامتی اور استحکام کے دفاع اور اپنی سرزمین، شہریوں اور رہائشیوں کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات کریں گے، بشمول جارحیت کا جواب دینے کا آپشن۔' اماراتی صدر کے سینیئر سفارتی مشیر انور قرقاش نے ایران سے اپیل کی ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لے۔ انھوں نے ایک پوسٹ میں لکھا کہ 'آپ کی جنگ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ عقل و ذمہ داری کے ساتھ پیش آئیں، اس سے پہلے کہ (آپ کی عالمی سطح پر) تنہائی اور جاری کشیدگی کا دائرہ وسیع ہو جائے۔' (بی بی سی اردو)

سنت کی آڑ میں بے احتیاطی:
سوشل میڈیا، پردہ اور دینی شعور کا تقاضا

ازقلم: ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد

چند دنوں سے سوشل میڈیا پر ایک خبر غیر معمولی طور پر زیرِ بحث ہے کہ ایک 65 سالہ حکیم صاحب نے 26 سالہ خوبرو مطلقہ خاتون سے نکاح کیا ہے۔ دونوں عاقل و بالغ ہیں، دونوں اپنی مرضی اور اختیار رکھتے ہیں، اس لیے شرعی اعتبار سے اس نکاح میں کوئی قباحت نہیں۔ شریعت نے بالغ افراد کو اپنی پسند سے نکاح کا حق دیا ہے، اور یہی اسلام کی وسعت اور فطری مزاج کی دلیل ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو اس نکاح پر اعتراض یا طنز و تمسخر کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ معاشرے کو ایسے معاملات میں غیر ضروری مداخلت سے گریز کرنا چاہیے۔ عام طور پر ایک کہاوت بھی زبان زد خاص و عام ہے کہ ''میاں بیوی راضی تو کیا کرے قاضی''، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نکاح دو افراد کا باہمی معاہدہ ہے، نہ کہ عوامی تماشا۔ اس لیے عمر کے فرق کو بنیاد بنا کر اس نکاح کو موضوعِ مذاق بنانا یا اسے غیر معمولی واقعہ قرار دینا درست نہیں۔ اسلام میں بیوہ اور مطلقہ خواتین کے نکاح کو نہ صرف جائز بلکہ باعثِ اجر قرار دیا گیا ہے، تاکہ معاشرہ پاکیزگی، تحفظ اور استحکام کی طرف بڑھے۔ تاہم اس واقعے کا ایک دوسرا پہلو زیادہ اہم اور قابلِ توجہ ہے، جس نے عوام میں بحث کو جنم دیا ہے۔ حکیم صاحب نے اس نکاح کو ''سنت پر عمل'' قرار دیا، لیکن اسی کے ساتھ اپنی نئی نویلی اہلیہ کی تصاویر اور ویڈیوز مختلف زاویوں سے بنا کر سوشل میڈیا پر نشر کیں، انٹرویوز دیے اور اس معاملے کو شہرت اور منافع کے ایک ذریعہ میں بدل دیا۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر سنجیدہ اور دیندار طبقے کو غور کرنا چاہیے۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اسلام میں پردہ صرف ایک سماجی رسم نہیں بلکہ ایک واضح شرعی حکم ہے۔ پردہ واجب ہی نہیں بلکہ فرض ہے، اور اس کی خلاف ورزی گناہ ہے۔ نکاح کے بعد عورت کی عزت و عصمت کی حفاظت شوہر کی ذمہ داری ہے۔ ایسے میں اپنی اہلیہ کو سوشل میڈیا کی نمائش بنانا، بے پردگی کو فروغ دینا اور اسے تفریح یا کمائی کا ذریعہ بنانا نہ سنت ہے اور نہ ہی دینداری کا تقاضا۔ سنت پر عمل صرف نکاح تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں حیا، وقار اور ذمہ داری کو اختیار کرنا بھی سنت کا حصہ ہے۔ یہاں ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے واقعی سنت کی نیت سے نکاح کیا تھا تو کیا اس کے بعد اپنی نجی زندگی کو عوامی تماشا بنانا بھی سنت میں شامل ہے؟ کیا رسولِ اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی نمائش، تشہیر اور واہ واہی کا ذریعہ تھی؟ یقیناً نہیں۔ آپ ﷺ نے حیا، پردہ اور نجی معاملات کی حفاظت کو ہمیشہ ترجیح دی۔ اس لیے سنت کے نام پر صرف ایک عمل کو اختیار کرنا اور باقی تعلیمات کو نظرانداز کرنا ایک خطرناک رجحان ہے۔ اس واقعے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے عوام میں دین کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔ لوگ دین کو سنجیدگی کے بجائے طنز اور مذاق کا موضوع بنانے لگتے ہیں۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں ایسے واقعات کا غیر ضروری چرچا روحانیت کو متاثر کرتا ہے اور نوجوان نسل کو دین سے دور کر سکتا ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف فرد کے لیے بلکہ پوری امت کے لیے نقصان دہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہر معاملے کو اعتدال اور حکمت کے ساتھ دیکھیں۔ ایک طرف عمر کے فرق والے نکاح یا مطلقہ خواتین کے نکاح کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، کیونکہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ دوسری طرف ایسے افراد کو بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ دینداری صرف ظاہری وضع قطع یا چند اعمال تک محدود نہیں۔ حقیقی دینداری میں حیا، وقار، ذمہ داری اور معاشرتی شعور شامل ہے۔ سوشل میڈیا ایک طاقتور ذریعہ ہے، لیکن اس کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نجی زندگی کو نمائش بنانا، دین کو تشہیر کا ذریعہ بنانا اور شہرت کے لیے مذہبی جذبات کا استعمال کرنا نہ عقلمندی ہے اور نہ ہی تقویٰ کا تقاضا۔ علماء اور اہلِ فکر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے مواقع پر رہنمائی کریں، جذباتی ردِعمل کے بجائے علمی اور متوازن گفتگو کو فروغ دیں۔ آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ نکاح ایک مقدس رشتہ ہے، اسے سادگی، حیا اور وقار کے ساتھ نبھانا ہی اصل سنت ہے۔ اگر ہم اس واقعے سے کوئی سبق لینا چاہتے ہیں تو وہ یہی ہے کہ دین کو تماشہ بنانے کے بجائے اس کی روح کو سمجھیں، اور اپنی زندگیوں میں ایسے اعمال اختیار کریں جو اللہ کی رضا اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنیں۔ یہی طرزِ عمل فرد کو بھی باوقار بنائے گا اور امت کو بھی مضبوط کرے گا۔

☆☆☆☆☆

صہیونیت، اسرائیل اور فلسطین کا تنازع: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

محمود علی لیکچرر

مشرقِ وسطیٰ کا مسئلۂ فلسطین جدید عالمی سیاست کا ایک اہم اور پیچیدہ تنازع Conflict ہے۔ یہ مسئلہ محض مذہبی اختلاف کا نتیجہ نہیں بلکہ قومی خودمختاری نوآبادیاتی سیاست، بین الاقوامی قانون اور تاریخی دعوؤں کے باہمی تصادم سے پیدا ہوا۔ اس تحقیقی مضمون میں صہیونیت کی ابتدا اسرائیل کے قیام، فلسطینی قومی تحریک اور موجودہ حالات کا غیر جانب دار تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

صہیونیت کی فکری و تاریخی بنیاد: صہیونیت تحریک کو منظم اور جدید شکل دینے کا سہرا 19 ویں صدی کے آخر میں آسٹریا-ہنگری کے یہودی صحافی اور مصنف تھیوڈور ہرزل (Theodor Herzl) کے سر ہے۔ انہوں نے 1896 میں اپنی کتاب ''Der Judenstaa'' یہودی ریاست شائع کی اور 1897 میں باضابطہ طور پر صہیونیت کی تحریک کا آغاز کیا۔ انیسویں صدی کے آخر میں یورپ میں ابھرنے والی ایک سیاسی و قومی تحریک تھی۔ اس کا بنیادی مقصد یہودی قوم کے لیے ایک محفوظ قومی وطن کا قیام تھا۔ یورپ میں بڑھتی ہوئی یہود دشمنی (Anti-Semitism) اور قوم پرستانہ تحریکوں کے اثرات نے اس نظریے کو تقویت دی۔ 1897 میں پہلی صہیونی zionist کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہودی قومی ریاست کے قیام کو باقاعدہ سیاسی ہدف قرار دیا گیا۔ اس تحریک کی دو بڑی جہات تھیں: سیاسی صہیونیت ریاست کے قیام پر زور، مذہبی صہیونیت تاریخی و مذہبی حق کی بنیاد پر وطن کا تصور۔

عثمانی دور اور برطانوی دور: پہلی جنگِ عظیم سے قبل فلسطین عثمانی سلطنت کے زیرِ انتظام تھا۔ آبادی میں عرب مسلمان اکثریت میں تھے جبکہ عیسائی اور یہودی اقلیتیں بھی موجود تھیں۔ 1917 میں برطانوی اعلان (Balfour Declaration) کے ذریعے فلسطین میں یہودی قومی وطن کی حمایت کی گئی۔ اس اعلان کے بعد یورپ سے یہودی لوگوں کی ہجرت میں اضافہ ہوا جس سے مقامی عرب آبادی میں سیاسی تشویش اور مزاحمت پیدا ہوئی۔ 19471920 کے برطانوی مینڈیٹ دور میں عرب اور یہودی آبادی کے درمیان کشیدگی، فسادات اور سیاسی تنازع بڑھتا گیا۔

اقوامِ متحدہ کی تقسیم اور اسرائیل کا قیام: 1947 میں اقوامِ متحدہ نے فلسطین کو دو ریاستوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ پیش کیا۔ ایک یہودی ریاست، ایک عرب ریاست۔ یہودی قیادت نے منصوبہ قبول کیا جبکہ عرب قیادت نے اسے مسترد کر دیا۔ 14 مئی 1948 کو اسرائیل کے قیام کا اعلان ہوا اور اس دن ہمارے بھارت کے وزیر اعظم دنیا میں تشریف لائے یہ بات انہوں نے اپنے حالیہ اسرائیل کے دورے کے دوران اپنے ہم منصب اسرائیل کے وزیر اعظم سے کہی جبکے وہ غیر حتیاتی None biologycal ہونے کا دعوی کر چکے ہیں خیر جس کے بعد عرب اسرائیل جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے نتیجے میں بڑی تعداد میں فلسطینی بے گھر ہوئے جسے فلسطینی بیانیے میں نکبہ Nakba کہا جاتا ہے۔

1967 کی جنگ اور علاقائی تبدیلیاں: 1967 کی چھ روزہ جنگ کے بعد اسرائیل نے مغربی کنارے (West Bank)، غزہ کی پٹی (Gaza Strip) اور مشرقی یروشلم پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ یہی علاقے آج تنازع کے مرکزی موضوع ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تحت ان علاقوں کی حیثیت متنازع سمجھی جاتی ہے۔

اسرائیل کا داخلی معاشرہ: اسرائیل ایک کثیر المذاہب ریاست ہے جہاں، یہودی اکثریت میں ہیں، مسلمان تقریباً 18 فیصد ہیں۔ عیسائی اور دیگر اقلیتیں بھی موجود ہیں چار سو سے زیاد مسجد ہیں۔ عبرانی ریاست کی بنیادی زبان ہے، جبکہ عربی کو خصوصی درجہ حاصل ہے۔ مسلمان شہریوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، اور شہری دفاعی نظام سب شہریوں کے لیے یکساں طور پر نافذ ہے۔

قانونی و سماجی ڈھانچہ: اسرائیل میں شادیوں کا نظام مذہبی عدالتوں کے تحت چلتا ہے۔ سول میرج کا باقاعدہ داخلی نظام موجود نہیں۔ کثرتِ ازدواج قانوناً ممنوع ہے۔ بین المذاہب شادیوں کے لیے اکثر بیرونِ ملک رجسٹریشن کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

فلسطینی قومی مؤقف: فلسطینی قیادت دو بنیادی مطالبات پیش کرتی ہے۔ خودمختار فلسطینی ریاست کا قیام، 1967 سے پہلے کی سرحدوں کی بحالی۔ دو ریاستی حل (Two-State Solution) عالمی سطح پر سب سے زیادہ زیرِ بحث تجویز ہے، تاہم زمینی حقائق، آبادکاری کے مسائل اور سیاسی عدم اعتماد اس کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

تجزیاتی پہلو: یہ تنازع تین بڑے اصولوں کے ٹکراؤ کا نتیجہ قومی خود ارادیت، تاریخی و مذہبی دعوے، علاقائی سلامتی اور جغرافیائی سیاست، مسئلہ صرف مذہب کا نہیں بلکہ قومی شناخت مہاجرین نوآبادیاتی ورثے اور عالمی طاقتوں کی مداخلت کا مرکب ہے۔ صہیونیت ایک سیاسی تحریک تھی جس کے نتیجے میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ فلسطینی عرب اپنی قومی ریاست کے حق کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ دونوں فریق اپنے تاریخی بیانیے اور قانونی دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس تنازع کو سمجھنے کے لیے جذباتی بیانیے کے بجائے تاریخی حقائق، بین الاقوامی قانون اور سماجی تناظر کا متوازن مطالعہ ضروری ہے۔ پائیدار امن اسی صورت ممکن ہے جب سیاسی اور منصفانہ حل باہمی اعتماد اور انسانی حقوق کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجیح دی جائے۔

روزنامہ
2
ورقِ تازہ
حالاتِ حاضرہ
दैनिक वरक-ए-ताजा
05 March 2026

’میں نے میزائل تباہ ہوتے اور عمارتوں سے دھواں نکلتے دیکھا‘: کیا دبئی ایک محفوظ مقام ہونے کا درجہ کھو رہا ہے؟

ایلس ڈیویز اور گبرئیلا پومروئے

دبئی کی فضا میں اڑتے ہوئے میزائل دیکھ کر ہوفت گولان کو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ یہ سب اُن کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ اسرائیلی کینیڈین نژاد انفلوئنسر نے بی بی سی کو بتایا کہ ’ہمیں یوں میزائلوں کو انٹرسیپٹ (روکتے اور تباہ کرتے ہوئے) دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔ مگر میں نے حالیہ دنوں میں ایسا ہوتے ہوئے دیکھا اور عمارتوں سے دھواں نکلتے ہوئے بھی۔‘ دبئی میں انفلوئنسرز کی ایک بڑی تعداد موجود ہے اور اُن میں سے ایک ہوفت گولان بھی ہیں جنھوں نے متحدہ عرب امارات پر داغے جانے والے ایرانی ڈرونز اور میزائلوں کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال پر خوف کا اظہار کیا ہے۔ ایران کی جانب سے گذشتہ چار روز سے یہ میزائل اور ڈرون امریکہ اور اسرائیل کے مشترکہ حملوں کے ردعمل کے طور پر داغے جا رہے ہیں۔ اگرچہ ان میزائلوں اور ڈرونز کی اکثریت کو ہدف تک پہنچنے سے قبل ہی انٹرسیپٹ یعنی فضا میں روکا گیا، مگر بہت سے اہداف تک پہنچنے میں کامیاب رہے جس کے بعد دبئی کی بہت سی مشہور عمارتوں کو نقصان پہنچا ہے جن میں پام جمیرا کے علاقے میں موجود دی پالم ہوٹل اور برج العرب ہوٹل بھی شامل ہیں۔ دبئی انٹرنیشنل ایئرپورٹ اور ابوظہبی کے زاید انٹرنیشنل ایئرپورٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے اور یہاں ایک شخص کی ہلاکت بھی ہوئی ہے۔

دبئی نے کئی سال سے اپنی شہرت ایک ایسی جگہ کے طور پر بنائی ہے جو گلیمر سے بھرپور ہے اور سیاحت کے ساتھ ساتھ کاروباری شخصیات کے لیے ایک اہم مرکز ہے۔ غیر مستحکم مشرقِ وسطیٰ کے خطے میں بہت سے لوگ دبئی کا انتخاب رہائش کے لیے بھی کرتے ہیں۔ لیکن موجودہ صورتحال میں دبئی میں رہائش پذیر ارابیلا چی، جو لوو آئی لینڈ میں شریک رہی ہیں، نے متحدہ عرب امارات پر ہونے والے حملوں کو ’خوفناک‘ قرار دیا ہے۔ برطانوی ماڈل اور انفلوئنسر پیٹرا ایکلسٹون نے کہا کہ ’ہم یہاں محفوظ محسوس کرنے آئے تھے اور جب ایسا محسوس ہونے لگا تھا تو یہ سب ہوگیا۔‘ انگلینڈ کے سابق فٹبالر ریو فرڈینینڈ نے اپنے شو پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ’یہ خوفناک ہے کہ آپ میزائل، لڑاکا طیاروں کی آوازیں سُنتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کیا ہو رہا ہے، ہمارے اوپر، اور آپ کو بمباری کی آواز آتی ہے، اور ہمیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے۔‘ تاہم انھوں نے کہا کہ وہ اب بھی دبئی میں غیر محفوظ محسوس نہیں کر رہے۔

دبئی میں موجود بہت سے انفلوئنسرز متحدہ عرب امارات کی حکومت کی تعریف بھی کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ متحدہ عرب امارات میں حکومت پر تنقید غیر قانونی سمجھی جاتی ہے۔ منگل کے دن دبئی کی پولیس نے سوشل میڈیا پر لکھا کہ ’افواہیں، غلط معلومات یا ایسا مواد جو سرکاری موقف کی تردید کرتا ہو یا مفاد عامہ کو خطرے میں ڈالتا ہو یا عوام کو پریشان کرنے کا سبب بنے، شیئر کرنا منع ہے اور خلاف ورزی کرنے پر دو لاکھ درہم تک جرمانہ یا قید کی سزا بھی ہوسکتی ہے۔‘ اس کے باوجود غیر ملکی کمیونٹی

میں بہت سے لوگ سوال کر رہے ہیں کہ کیا دبئی ایک محفوظ مقام کا درجہ کھو چکا ہے اور کیا اب اپنی پرانی شہرت بحال کر پائے گا؟ متحدہ عرب امارات کی وزارت دفاع کے مطابق اب تک 174 بیلسٹک میزائل، آٹھ کروز میزائل اور 700 کے قریب ڈرون ملک کی جانب آتے دیکھے گئے جن کی اکثریت کو روک لیا گیا۔ کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر یاسر الششتاوی کا کہنا ہے کہ ’دبئی کی بطور ترقی یافتہ اور جدید شہر کی بہترین شہرت کو دھچکہ لگا ہے۔‘ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ’جب آپ شہر میں دھویں کے بادل دیکھتے ہیں، دھماکوں کی آوازیں سنتے ہیں، تو سکیورٹی اور حفاظت کی تصویر ختم ہو جاتی ہے۔‘ دبئی میں 20 سال تک رہائش پذیر رہنے والے یاسر کہتے ہیں کہ ’اگر نقصان زیادہ نہ بھی ہو تو فیئرمونٹ ہوٹل جیسی عمارات ایک ایسے شہر کی علامت ہیں جہاں امیر لوگ سرمایہ کاری محفوظ طریقے سے کر سکتے ہیں۔‘ ان کے مطابق اس شہرت کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ ہونے میں کئی سال لگیں گے۔ کولمبیا یونیورسٹی کی ہی کیرن ینگ جو سینٹر فار گلوبل انرجی پالیسی میں سینیئر ریسرچ سکالر ہیں کہتی ہیں کہ ایران کی جانب سے ان مقامات کو نشانہ بنانے کا فیصلہ ’غیر معمولی تھا۔‘ چھ سال تک دبئی میں رہنے والی کیرن کا کہنا ہے کہ ’بہت سے لوگوں کے لیے یہ سوچنا ناممکن ہو گا کہ سیاحت کا انفراسٹرکچر بھی نشانہ بن سکتا ہے۔‘ تاہم ہوفت گولان، جو خود کو ٹی وی شخصیت کہتی ہیں، کے خیال میں دبئی کی شہرت زیادہ نہیں بدلے گی۔ وہ کہتی ہیں کہ ’ہم نے دیکھا ہے کہ دبئی کا فضائی دفاع کتنا مضبوط ہے۔‘ ان کا کہنا تھا کہ وہ سوموار کو شاپنگ مال گئی تھیں جہاں معمول سے کچھ کم رش تھا لیکن پھر بھی بہت سے لوگ تھے۔ ہوفت کہتی ہیں کہ وہ جس جزیرے پر رہتی ہیں وہاں لوگ حملے کے بعد بھی سمندر میں تیراکی کر رہے تھے۔ دبئی کی رہائشی افشاں فاروقی بھی خود کو غیر محفوظ نہیں سمجھ رہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ’اس سب کے باوجود میں خود کو محفوظ سمجھتی ہوں۔ یہ قدرتی بات ہے کہ انسان کو پریشانی ہوتی ہے لیکن روز مرہ کے کام ہو رہے ہیں، سکول کھلے ہوئے ہیں اور لوگ باہر نکل رہے ہیں۔‘ انڈیا سے تعلق رکھنے والی افشاں کہتی ہیں کہ ’ہم خوف میں نہیں جی رہے۔‘ دبئی میں ہونے والے حملوں سے چند گھنٹے قبل ہی یہاں پہنچنے والے ول بیلی کہتے ہیں کہ ’دبئی میزائل روکنے کا بہت اچھا کام کر رہا ہے اور عوام کو آگاہ رکھے ہوئے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔‘ تاہم برطانیہ سے تعلق رکھنے والے فٹنس انفلوئنسر کا کہنا ہے کہ اب وہ اپنے کوچنگ کاروبار کو دبئی منتقل کرنے پر دوبارہ غور کریں گے۔ بی بی سی عربی سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ ’سب کچھ بدل گیا ہے۔ اب ہم اس صورت حال کے بیچ میں ہیں۔‘ ان کا کہنا تھا کہ ’میں نہیں جانتا کہ میں یہاں رہوں گا یا واپس چلا جاؤں گا۔‘ اس وقت میں نہیں جانتا۔ فی الحال تو انتظار کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ کیا ہوتا ہے۔‘

(بی بی سی اردو)

’تمام سُرخ لکیریں عبور ہو چکیں‘: کیا خلیجی ریاستوں کا ایران کے خلاف جنگ میں شمولیت کا امکان بڑھ رہا ہے؟

باربرا اُشر

غیر متوقع طور پر بہت سی خلیجی ریاستیں نہ چاہتے ہوئے بھی مشرقِ وسطیٰ میں لڑی جانے والی نئی جنگ میں فرنٹ لائن پر آ گئی ہیں، اور اس صورتحال پر وہ شدید برہم بھی ہیں۔ ایران نے امریکی و اسرائیلی فضائی حملوں کا جواب دیتے ہوئے گذشتہ چار روز کے دوران اپنے عرب پڑوسیوں پر سینکڑوں میزائل اور ڈرون داغے ہیں۔ ایران جنگ پر تازہ ترین تفصیلات بی بی سی اُردو کے لائیو پیج پر ایران کے اِن جوابی حملوں کا بنیادی ہدف سعودی عرب سمیت اِن تمام خلیجی ممالک میں موجود امریکی فوجی اڈے ہیں، لیکن اب وقت کے ساتھ ساتھ ان خلیجی ممالک میں موجود سویلین انفراسٹرکچر اور توانائی (تیل و گیس) کے بنیادی ڈھانچے بھی ایرانی حملوں کی زد میں آ رہے ہیں۔ اور بلاواسطہ اِن جوابی حملوں کی مدد سے ایران خلیجی ممالک سے متعلق دنیا میں پائے جانے والے اس تصور کو بھی نشانہ بنا رہا ہے کہ یہ ممالک سفر، سیاحت اور معیشت کے اعتبار سے محفوظ ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ جوابی حملے خلیجی ممالک میں تیل اور گیس کی صنعت کو بھی بُری طرح متاثر کر رہے ہیں، جو اس خطے میں معیشت کی بنیاد ہے۔ عرب حکومتیں پہلے روز سے ہی یہ جنگ نہیں چاہتی تھیں اور خلیجی رہنماؤں نے اس کو روکنے کی کوششیں بھی کیں۔ تو اب اہم سوال یہ ہے کہ کیا ایران کے اس نوعیت کے جوابی حملے خلیجی ریاستوں کو بھی اس جنگ میں کھینچ لیں گے؟ قطر کی وزارتِ خارجہ کے ترجمان ماجد الانصاری نے منگل کو ایک پریس بریفنگ میں کہا ’تمام ریڈ لائنز (سُرخ لکیریں) پہلے ہی عبور کی جا چکی ہیں۔‘ انھوں نے صحافیوں کو بتایا کہ ’ہماری خود مختاری اور سالمیت پر مسلسل حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارے بنیادی انفراسٹرکچر پر حملے ہو رہے ہیں۔ ہمارے رہائشی علاقوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ اور ان حملوں کے اثرات بالکل واضح ہیں۔ جہاں تک ممکنہ جوابی کارروائی کا تعلق ہے، تو ہماری قیادت کے پاس تمام موجود ہیں۔ لیکن ہم یہ بالکل واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ایسے حملے نہ تو نظرانداز کیے جاسکتے ہیں اور نہ ہی ان کا جواب دیے بغیر انھیں چھوڑا جاسکتا ہے۔‘

دوسری جانب سعودی عرب نے کہا ہے کہ وہ ایرانی حملوں کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ سعودی عرب کے سرکاری خبر رساں ادارے ’سعودی پریس ایجنسی‘ نے منگل کو سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان کی زیر قیادت ہونے والے کابینہ اجلاس سے متعلق ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ خبر رساں ادارے کے مطابق سعودی عرب نے کہا ہے کہ وہ اپنی سلامتی کے دفاع اور شہریوں کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات کرے گا۔ اس موقع پر سعودی کابینہ نے زور دیا کہ مملکت ’اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لانے کے لیے تیار ہے تاکہ اُن اتحادی ممالک کی حمایت کی جاسکے‘ جو ایران کی جانب سے کسی ممکنہ حملے کا جواب دے رہے ہیں۔ ایران کی جانب سے جوابی کارروائیوں کے دوران خلیجی ریاستوں پر داغے جانے والے زیادہ تر میزائلوں کو فضائی دفاعی نظام کے ذریعے ہدف پر پہنچنے سے قبل ہی تباہ کر دیا جاتا ہے مگر تباہ ہونے والے میزائلوں کا ملبہ آتشزدگی اور ہلاکتوں کا سبب بنتا ہے۔ تاہم ڈرون، جو دفاعی نظام سے زیادہ آسانی سے گزر جاتے ہیں، اکثر معمولی نقصان پہنچاتے ہیں اور یہی صورتحال خلیج میں تجارت، سفر اور سیاحت کے نظام کو درہم برہم کیے ہوئے ہے۔ اور ایران کی حکمتِ عملی بھی بظاہر یہی ہے، یعنی اپنے عرب پڑوسیوں کے لیے خطرات بڑھانا تاکہ وہ امریکہ پر جنگ ختم کرنے کے لیے دباؤ ڈالیں۔ فنانشل ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق، ایران نے تقریباً اتنے ہی میزائل اور ڈرون متحدہ عرب امارات پر داغے ہیں جتنے کہ اسرائیل پر۔ متحدہ عرب امارات خلیج کا سب سے بڑا تجارتی اور سیاحتی مرکز ہے۔ خطے کی اہم تیل اور گیس کی صنعت کو ایران اپنے لیے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کرسکتا ہے، کیونکہ اس میں خلل ڈالنا عالمی معیشت کو جھٹکا دے سکتا ہے۔ تاہم اس ایرانی حکمتِ عملی کا الٹا اثر بھی ہوسکتا ہے۔ ایران خطرہ مول لے رہا ہے مگر اس کا اثر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خلیجی ریاستیں واشنگٹن کے مزید قریب ہو جائیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ خلیجی ریاستیں کسی نہ کسی شکل میں امریکہ اور اسرائیل کی ایران کے خلاف اس جنگ کا حصہ بن جائیں۔ تاحال خلیجی ریاستوں نے امریکہ کو اپنی سرزمین یا فضاؤں سے ایران پر حملے کرنے کی اجازت نہیں دی ہے، مگر یہ صورتحال اب بدل سکتی ہے اور وہ کسی بھی وقت ایران کے خلاف ہونے والی فوجی کارروائیوں میں شریک ہونے کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فی الحال خلیجی ممالک اپنی توجہ اپنے دفاع پر مرکوز کیے ہوئے ہیں، لیکن یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ جنگ اور حملے مزید کتنی دیر تک جاری رہتے ہیں۔

کچھ ریاستیں اس جنگ میں اسرائیل کا ساتھ دینے کے تاثر سے بدستور گریزاں ہوں گی۔ اسرائیل کی غزہ میں کی گئی مہلک اور تباہ کن کارروائیوں، اور لبنان و شام جیسے ممالک میں اس کی فوجی مداخلت نے عربوں کے ساتھ اس کے تعلقات کو مزید کشیدہ کیا ہے۔ جب اسرائیل نے گذشتہ سال قطر پر حملہ کر کے وہاں حماس کی قیادت کے چند اراکین کو قتل کرنے کی کوشش کی، تو عرب ریاستیں شدید غصے میں آ گئی تھیں۔ تاہم اس کے باوجود اب یہ واضح ہے کہ ایران کے جوابی حملوں نے خلیجی ریاستوں کے درمیان اتحاد کو مزید مضبوط کیا ہے۔ خلیج تعاون کونسل کے چھ رکن ممالک، بشمول سعودی عرب، کویت، قطر، بحرین، متحدہ عرب امارات اور عمان، نے اتوار کو ہنگامی اجلاس میں یکجہتی کا اظہار کیا اور عہد کیا کہ وہ ’اپنی سلامتی اور استحکام کے دفاع اور اپنی سرزمین، شہریوں اور رہائشیوں کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات کریں گے، بشمول جارحیت کا جواب دینے کا آپشن۔‘ اماراتی صدر کے سینیئر سفارتی مشیر انور قرقاش نے ایران سے اپیل کی ہے کہ وہ ہوش کے ناخن لے۔ انھوں نے ایک پوسٹ میں لکھا کہ ’آپ کی جنگ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ عقل و ذمہ داری کے ساتھ پیش آئیں، اس سے پہلے کہ (آپ کی عالمی سطح پر) تنہائی اور جاری کشیدگی کا دائرہ وسیع ہو جائے۔‘

(بی بی سی اردو)

صہیونیت، اسرائیل اور فلسطین کا تنازع: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

محمود علی لیکچرر

مشرق وسطیٰ کا مسئلۂ فلسطین جدید عالمی سیاست کا ایک اہم اور پیچیدہ تنازع Conflict ہے۔ یہ مسئلہ محض مذہبی اختلاف کا نتیجہ نہیں بلکہ قومی خودمختاری نوآبادیاتی سیاست، بین الاقوامی قانون اور تاریخی دعوؤں کے باہمی تصادم سے پیدا ہوا۔ اس تحقیقی مضمون میں صہیونیت کی ابتدا اسرائیل کے قیام، فلسطینی قومی تحریک اور موجودہ حالات کا غیر جانب دار تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

صہیونیت کی فکری و تاریخی بنیاد : صہیونیت تحریک کو منظم اور جدید شکل دینے کا سہرا 19 ویں صدی کے آخر میں آسٹریا۔ہنگری کے یہودی صحافی اور مصنف تھیوڈور ہرزل (Theodor Herzl) کے سر ہے۔ انہوں نے 1896 میں اپنی کتاب ”Der Judenstaa“ یہودی ریاست شائع کی اور 1897 میں باضابطہ طور پر صہونیت کی تحریک کا آغاز کیا۔ انیسویں صدی کے آخر میں یورپ میں ابھرنے والی ایک سیاسی و قومی تحریک تھی۔ اس کا بنیادی مقصد یہودی قوم کے لیے ایک محفوظ قومی وطن کا قیام تھا۔ یورپ میں بڑھتی ہوئی یہود دشمنی (Anti-Semitism) اور قوم پرستانہ تحریکوں کے اثرات نے اس نظریے کو تقویت دی۔ 1897 میں پہلی صہیونی zionist کانفرنس منعقد ہوئی جس میں یہودی قومی ریاست کے قیام کو باقاعدہ سیاسی ہدف قرار دیا گیا۔ اس تحریک کی دو بڑی جہات تھیں: سیاسی صہیونیت ریاست کے قیام پر زور، مذہبی صہیونیت تاریخی و مذہبی حق کی بنیاد پر وطن کا تصور۔

عثمانی دور اور برطانوی دور: پہلی جنگِ عظیم سے قبل فلسطین عثمانی سلطنت کے زیرِ انتظام تھا۔ آبادی میں عرب مسلمان اکثریت میں تھے جبکہ عیسائی اور یہودی اقلیتیں بھی موجود تھیں۔ 1917 میں برطانوی اعلان (Balfour Declaration) کے ذریعے فلسطین میں یہودی قومی وطن کی حمایت کی گئی۔ اس اعلان کے بعد یورپ سے یہودی لوگوں کی ہجرت میں اضافہ ہوا جس سے مقامی عرب آبادی میں سیاسی تشویش اور مزاحمت پیدا ہوئی۔ 1947 1920 کے برطانوی مینڈیٹ دور میں عرب اور یہودی آبادی کے درمیان کشیدگی، فسادات اور سیاسی تنازع بڑھتا گیا۔

اقوام متحدہ کی تقسیم اور اسرائیل کا قیام: 1947 میں اقوامِ متحدہ نے فلسطین کو دو ریاستوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ پیش کیا۔ ایک یہودی ریاست، ایک عرب ریاست۔ یہودی قیادت نے منصوبہ قبول کیا جبکہ عرب قیادت نے اسے مسترد کر دیا۔ 14 مئی 1948 کو اسرائیل کے قیام کا اعلان ہوا اور اس دن ہمارے بھارت کے وزیر اعظم دنیا میں تشریف لائے یہ بات انہوں نے اپنے حالیہ اسرائیل کے دورے کے دوران اپنے ہم منصب اسرائیل کے وزیر اعظم سے کہی جبکے وہ غیر حتیاتی None biologycal ہونے کا دعوی کر چکے ہیں خیر جس کے بعد عرب اسرائیل جنگ شروع ہوئی۔ اس جنگ کے نتیجے میں بڑی تعداد میں فلسطینی بے گھر ہوئے جسے فلسطینی بیانیے میں نکبہ Nakba کہا جاتا ہے۔

1967 کی جنگ اور علاقائی تبدیلیاں : 1967 کی چھ روزہ جنگ کے بعد اسرائیل نے مغربی کنارے (West Bank)، غزہ کی پٹی (Gaza Strip) اور مشرقی یروشلم پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ یہی علاقے آج تنازع کے مرکزی موضوع ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تحت ان علاقوں کی حیثیت متنازع سمجھی جاتی ہے۔

اسرائیل کا داخلی معاشرہ : اسرائیل ایک کثیر المذاہب ریاست ہے جہاں، یہودی اکثریت میں ہیں، مسلمان تقریباً 18 فیصد ہیں۔ عیسائی اور دیگر اقلیتیں بھی موجود ہیں چار سو سے زیادہ مسجد ہیں۔ عبرانی ریاست کی بنیادی زبان ہے، جبکہ عربی کو خصوصی درجہ حاصل ہے۔ مسلمان شہریوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے، اور شہری دفاعی نظام سب شہریوں کے لیے یکساں طور پر نافذ ہے۔

قانونی و سماجی ڈھانچہ : اسرائیل میں شادیوں کا نظام مذہبی عدالتوں کے تحت چلتا ہے۔ سول میرج کا باقاعدہ داخلی نظام موجود نہیں۔ کثرتِ ازدواج قانوناً ممنوع ہے۔ بین المذاہب شادیوں کے لیے اکثر بیرونِ ملک رجسٹریشن کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

فلسطینی قومی مؤقف: فلسطینی قیادت دو بنیادی مطالبات پیش کرتی ہے۔ خود مختار فلسطینی ریاست کا قیام، 1967 سے پہلے کی سرحدوں کی بحالی۔ دو ریاستی حل (Two-State Solution) عالمی سطح پر سب سے زیادہ زیرِ بحث تجویز ہے، تاہم زمینی حقائق، آبادکاری کے مسائل اور سیاسی عدم اعتماد اس کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

تجزیاتی پہلو: یہ تنازع تین بڑے اصولوں کے ٹکراؤ کا نتیجہ قومی خود ارادیت، تاریخی و مذہبی دعوے، علاقائی سلامتی اور جغرافیائی سیاست، مسئلہ صرف مذہب کا نہیں بلکہ قومی شناخت مہاجرین نوآبادیاتی ورثے اور عالمی طاقتوں کی مداخلت کا مرکب ہے۔ صہیونیت ایک سیاسی تحریک تھی جس کے نتیجے میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا۔ فلسطینی عرب اپنی قومی ریاست کے حق کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ دونوں فریق اپنے تاریخی بیانیے اور قانونی دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس تنازع کو سمجھنے کے لیے جذباتی بیانیے کے بجائے تاریخی حقائق، بین الاقوامی قانون اور سماجی تناظر کا متوازن مطالعہ ضروری ہے۔ پائیدار امن اسی صورت ممکن ہے جب سیاسی اور منصافانہ حل باہمی اعتماد اور انسانی حقوق کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجیح دی جائے۔

سنت کی آڑ میں بے احتیاطی:
سوشل میڈیا، پردہ اور دینی شعور کا تقاضا

از قلم: ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج، اورنگ آباد

چند دنوں سے سوشل میڈیا پر ایک خبر غیر معمولی طور پر زیرِ بحث ہے کہ ایک 65 سالہ حکیم صاحب نے 26 سالہ خوبرو مطلقہ خاتون سے نکاح کیا ہے۔ دونوں عاقل و بالغ ہیں، دونوں اپنی مرضی اور اختیار رکھتے ہیں، اس لیے شرعی اعتبار سے اس نکاح میں کوئی قباحت نہیں۔ شریعت نے بالغ افراد کو اپنی پسند سے نکاح کا حق دیا ہے، اور یہی اسلام کی وسعت اور فطری مزاج کی دلیل ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو اس نکاح پر اعتراض یا طنز و تمسخر کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ معاشرے کو ایسے معاملات میں غیر ضروری مداخلت سے گریز کرنا چاہیے۔ عام طور پر ایک کہاوت بھی زبان زد خاص و عام ہے کہ ”میاں بیوی راضی تو کیا کرے قاضی“، جو اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ نکاح دو افراد کا باہمی معاہدہ ہے، نہ کہ عوامی تماشا۔ اس لیے عمر کے فرق کو بنیاد بنا کر اس نکاح کو موضوعِ مذاق بنانا یا اسے غیر معمولی واقعہ قرار دینا درست نہیں۔ اسلام میں بیوہ اور مطلقہ خواتین کے نکاح کو نہ صرف جائز بلکہ باعثِ اجر قرار دیا گیا ہے، تاکہ معاشرہ پاکیزگی، تحفظ اور استحکام کی طرف بڑھے۔ تاہم اس واقعے کا ایک دوسرا پہلو زیادہ اہم اور قابل توجہ ہے، جس نے عوام میں بحث کو جنم دیا ہے۔ حکیم صاحب نے اس نکاح کو ”سنت پر عمل“ قرار دیا، لیکن اسی کے ساتھ اپنی نئی نویلی اہلیہ کی تصاویر اور ویڈیوز مختلف زاویوں سے بنا کر سوشل میڈیا پر نشر کیں، انٹرویوز دیے اور اس معاملے کو شہرت اور منافع کے ایک ذریعہ میں بدل دیا۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر سنجیدہ اور دیندار طبقے کو غور کرنا چاہیے۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اسلام میں پردہ صرف ایک سماجی رسم نہیں بلکہ ایک واضح شرعی حکم ہے۔ پردہ واجب ہی نہیں بلکہ فرض ہے، اور اس کی خلاف ورزی گناہ ہے۔ نکاح کے بعد عورت کی عزت و عصمت کی حفاظت شوہر کی ذمہ داری ہے۔ ایسے میں اپنی اہلیہ کو سوشل میڈیا کی نمائش بنانا، بے پردگی کو فروغ دینا اور اسے تفریح یا کمائی کا ذریعہ بنانا نہ سنت ہے اور نہ ہی دینداری کا تقاضا۔ سنت پر عمل صرف نکاح تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر پہلو میں حیا، وقار اور ذمہ داری کو اختیار کرنا بھی سنت کا حصہ ہے۔ یہاں ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے واقعی سنت کی نیت سے نکاح کیا تھا تو کیا اس کے بعد اپنی نجی زندگی کو عوامی تماشا بنانا بھی سنت میں شامل ہے؟ کیا رسولِ اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی نمائش، تشہیر اور واہ واہی کا ذریعہ تھی؟ یقیناً نہیں۔ آپ ﷺ نے حیا، پردہ اور نجی معاملات کی حفاظت کو ہمیشہ ترجیح دی۔ اس لیے سنت کے نام پر صرف ایک عمل کو اختیار کرنا اور باقی تعلیمات کو نظر انداز کرنا ایک خطرناک رجحان ہے۔ اس واقعے کا ایک نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے عوام میں دین کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔ لوگ دین کو سنجیدگی کے بجائے طنز اور مذاق کا موضوع بنانے لگتے ہیں۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں ایسے واقعات کا غیر ضروری چرچا روحانیت کو متاثر کرتا ہے اور نوجوان نسل کو دین سے دور کرسکتا ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف فرد کے لیے بلکہ پوری امت کے لیے نقصان دہ ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہر معاملے کو اعتدال اور حکمت کے ساتھ دیکھیں۔ ایک طرف عمر کے فرق والے نکاح یا مطلقہ خواتین کے نکاح کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، کیونکہ یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ دوسری طرف ایسے افراد کو بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ دینداری صرف ظاہری وضع قطع یا چند اعمال تک محدود نہیں۔ حقیقی دینداری میں حیا، وقار، ذمہ داری اور معاشرتی شعور شامل ہے۔ سوشل میڈیا ایک طاقتور ذریعہ ہے، لیکن اس کا استعمال ذمہ داری کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نجی زندگی کو نمائش بنانا، دین کو تشہیر کا ذریعہ بنانا اور شہرت کے لیے مذہبی جذبات کا استعمال کرنا نہ عقلمندی ہے اور نہ ہی تقویٰ کا تقاضا۔ علماء اور اہلِ فکر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے مواقع پر رہنمائی کریں، جذباتی ردِعمل کے بجائے علمی اور متوازن گفتگو کو فروغ دیں۔ آخر میں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ نکاح ایک مقدس رشتہ ہے، اسے سادگی، حیا اور وقار کے ساتھ نبھانا ہی اصل سنت ہے۔ اگر ہم اس واقعے سے کوئی سبق لینا چاہتے ہیں تو وہ یہی ہے کہ دین کو تماشہ بنانے کے بجائے اس کی روح کو سمجھیں، اور اپنی زندگیوں میں ایسے اعمال اختیار کریں جو اللہ کی رضا اور معاشرے کی اصلاح کا ذریعہ بنیں۔ یہی طرزِ عمل فرد کو بھی باوقار بنائے گا اور امت کو بھی مضبوط کرے گا۔

☆☆☆☆☆

ورقِ تازہ

05 March 2026 اداریہ

”لاڈلی بہن یوجنا“

مہاراشٹر کی سیاست میں ان دنوں لاڈلی بہن اسکیم ایک ایسا موضوع بن چکی ہے جس نے جہاں ایک طرف انتخابی میدان میں مہایوتی حکومت کی کامیابی کے جھنڈے گاڑے، وہیں دوسری طرف حکومت کے داخلی معاشی ڈھانچے میں زلزلے جیسی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ وزیرِ جنگلات گنیش نائیک کا ایوان میں دیا گیا سنسنی خیز بیان کہ ”لاڈلی بہن اسکیم دیگر محکموں کے ساتھ ناانصافی کر رہی ہے“ محض ایک سیاسی جملہ نہیں بلکہ اس معاشی گھٹن کا اعتراف ہے جو اس وقت ریاست کے مختلف محکموں میں محسوس کی جا رہی ہے۔ جب حکومت کا ایک ذمہ دار وزیر خود یہ کہے کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے محکموں کو بینکوں سے قرض لینے کا مشورہ دیا جا رہا ہے، تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ ریاست کا مالیاتی توازن بری طرح بگڑ چکا ہے۔ گنیش نائیک کا یہ انکشاف کہ محکمہ جنگلات کے پاس 12 ہزار کروڑ روپے مالیت کے ساگوان کے درخت کٹائی کے لیے تیار کھڑے ہیں، لیکن محض فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ عمل تعطل کا شکار ہے، انتظامی نااہلی اور ترجیحات کے فقدان کی بدترین مثال ہے۔ یہ کیسی معاشی منطق ہے کہ جس محکمے کے پاس ریاست کے خزانے کو بھرنے کے لیے اربوں روپے کے قدرتی وسائل موجود ہوں، اسے اپنی روزمرہ کی ضروریات اور ملازمین کی تنخواہوں کے لیے بینکوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کیا جا رہا ہے؟ کیا لاڈلی بہن اسکیم کے لیے سیاسی شہرت حاصل کرنا اتنا ضروری ہو گیا ہے کہ ریاست کے ریونیو پیدا کرنے والے ذرائع کو ہی مفلوج کر دیا جائے؟

اس معاملے کا سب سے سنگین پہلو وہ انسانی قیمت ہے جو پسماندہ طبقات کو ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ ستیج پاٹل کی جانب سے ایوان میں اٹھایا گیا یہ سوال کہ آدیواسی اور دھنگر بستیوں میں سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے مریضوں کو 3 کلومیٹر تک کندھوں پر لاد کر ہسپتال لے جانا پڑ رہا ہے، ریاست کے ترقیاتی دعوؤں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔ ایک طرف حکومت خواتین کے بینک اکاؤنٹس میں 1500 روپے منتقل کر کے خوشحالی کا نعرہ لگا رہی ہے، لیکن دوسری طرف اسی خاندان کا کوئی بیمار رکن بنیادی سڑک کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ سکتا ہے۔ کیا 1500 روپے کی یہ نقد امداد اس انسانی جان کا نعم البدل ہو سکتی ہے؟ کسی بھی فلاحی ریاست کا بنیادی فریضہ انفراسٹرکچر کی فراہمی ہوتا ہے، لیکن یہاں پاپولزم کی آگ میں بنیادی ڈھانچے کو ایندھن بنایا جا رہا ہے۔ مہایوتی حکومت کے اندر جاری یہ سرد جنگ اب ڈھکی چھپی نہیں رہی۔ پہلے شیوسینا (شندے گروپ) کے سنجے شرساٹ نے اس پر آواز اٹھائی اور اب بی جے پی کے سینیئر لیڈر گنیش نائیک کا ایوان میں برملا اظہار یہ بتاتا ہے کہ کابینہ کے اندر بجٹ کی تقسیم پر شدید اختلافات پنپ رہے ہیں۔ وزارتِ بہبودِ خواتین و اطفال کو دیگر محکموں کا بجٹ منتقل کرنا ایک ایسا انتظامی عدم توازن پیدا کر رہا ہے جس کے اثرات برسوں تک محسوس کیے جائیں گے۔ محکمہ جنگلات کے ملازمین کی تنخواہوں میں تاخیر، سبز پہاڑیوں کے تحفظ کے منصوبوں کی معطلی اور جنگلاتی بستیوں کی سڑکوں کی تعمیر میں رکاوٹ وہ نقصانات ہیں جن کا ازالہ محض نقد رقم کی تقسیم سے ممکن نہیں۔

گنیش نائیک کا یہ بیان کہ ”اگر محکمہ جنگلات کو 6 ہزار کروڑ کا قرض مل جائے تو خوشبودار سڑکیں اور ملازمین کی تنخواہوں کے مسائل حل ہو جائیں گے“، دراصل حکومت کی مالیاتی بے بسی کا ماتم ہے۔ سرکاری محکموں کو کمرشل بینکوں سے قرض لینے کی ترغیب دینا ایک خطرناک روایت ہے جو مستقبل میں ریاست کو قرض کے جال میں دھکیل سکتی ہے۔ حکومت کو یہ سمجھنا ہوگا کہ فلاحی اسکیمیں ہمیشہ ریاست کی اضافی آمدنی سے چلائی جانی چاہئیں، نہ کہ ترقیاتی بجٹ کو کاٹ کر یا قرضوں کے سہارے۔ اس معاشی کشمکش کا سب سے خطرناک پہلو وہ ترقیاتی خلا ہے جو مستقبل بعید میں ریاست کی مجموعی پیداوار (GDP) کو بری طرح متاثر کر سکتا ہے۔ جب محکمہ جنگلات جیسے ریونیو پیدا کرنے والے شعبوں کو محض اس لیے نظر انداز کر دیا جائے کہ ایک مخصوص عوامی اسکیم کے لیے فنڈز کی ضرورت ہے، تو یہ دراصل ”سونے کا انڈا دینے والی مرغی کو ذبح کرنے“ کے مترادف ہے۔ ساگوان کے درختوں کی کٹائی روکنا یا ماحولیاتی تحفظ کے منصوبوں کو سرد خانے میں ڈالنا محض انتظامی سستی نہیں، بلکہ ایک ایسی معاشی خودکشی ہے جس کا خمیازہ آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔ اگر حکومت بینکوں سے قرض لے کر تنخواہیں اور سڑکیں بنانے کا مشورہ دے رہی ہے، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ریاست کا مالیاتی نظم و ضبط مکمل طور پر جواب دے چکا ہے۔ کسی بھی ریاست کی پائیدار ترقی کا دارومدار اس کے قدرتی وسائل کے درست استعمال اور بنیادی ڈھانچے کی مضبوطی پر ہوتا ہے، نہ کہ محض انتخابی مفادات کے لیے نقد رقوم کی تقسیم پر۔ اگر آج ان بستیوں تک سڑکیں نہیں پہنچیں گی جہاں مریض کندھوں پر لاد کر لائے جا رہے ہیں، تو کل لاڈلی بہنوں کے خاندانوں کے لیے بھی یہی ہسپتال اور یہی سڑکیں ناپید ہوں گی، اور تب یہ 1500 روپے کی معمولی امداد کسی بھی المیے کا مداوا نہیں کر سکے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ تعلیم، صحت، سڑکیں اور جنگلات کا تحفظ وہ بنیادی ستون ہیں جن پر کسی بھی ریاست کی پائیدار ترقی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اگر ان ستونوں کو ہی کمزور کر دیا جائے تو لاڈلی بہن اسکیم جیسی عمارتیں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنی ترجیحات پر نظرِ ثانی کرے، نئے ریونیو ذرائع تلاش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ کسی ایک طبقے کی فلاح دوسرے طبقے کی حق تلفی پر مبنی نہ ہو۔ بصورتِ دیگر، یہ معاشی ناانصافی ریاست میں سماجی بے چینی اور انتظامی انتشار کا باعث بنے گی، جس کی بھاری قیمت بالآخر ریاست کے عوام کو ہی چکانی پڑے گی۔

مون سون سے پہلے کی تیاریاں بروقت مکمل کریں

ناندیڑ، 4 مئی: (ورق تازہ نیوز) ممکنہ مون سون آفات سے بچاؤ کے پیش نظر ضلع کے تمام محکموں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ مون سون سے پہلے کی تیاریاں بروقت مکمل کریں اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے منصوبے فوری طور پر پیش کریں۔ یہ ہدایات ضلع کلکٹر راہول کرڈیلے نے دی ہیں۔ یہ بات انہوں نے ضلع کلکٹر آفس میں واقع ڈاکٹر شنکر راؤ چوہان پلاننگ بھون میں منعقدہ مون سون سے قبل جائزہ اجلاس کے دوران کہی۔ اس موقع پر ضلع پولیس سپرنٹنڈنٹ ابیناش کمار، میونسپل کمشنر ڈاکٹر مہیش کمار دوئی فوڑے، ایڈیشنل کلکٹر رتن دیپ گائیکواڑ، ایڈیشنل پولیس سپرنٹنڈنٹ سورج گرو، ریزیڈنٹ ڈپٹی کلکٹر کیرن امبیکر، ضلع ڈیزاسٹر مینجمنٹ آفیسر کشور کُرڈھے سمیت مختلف محکموں کے سینئر افسران، سب ڈویژنل افسران اور تحصیلدار بھی موجود تھے۔ ضلع کلکٹر نے کہا کہ اگرچہ اس سال بارش کا امکان نسبتاً کم ہے، لیکن شدید گرمی کے باعث اچانک موسلا دھار بارش سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ممکنہ سیلابی صورتحال سے نمٹنے کے لیے انتظامیہ کو مکمل طور پر تیار رہنا ہوگا۔ انہوں نے بتایا کہ ** وشنوپوری ڈیم ** میں اس وقت پینے کے پانی کا خاطر خواہ ذخیرہ موجود ہے، جس کی مناسب منصوبہ بندی ضروری ہے۔ ساتھ ہی ڈیم کے گیٹس اور نئی پائپ لائن کے کاموں کا جائزہ لینے کی ہدایت بھی دی گئی۔ انہوں نے گزشتہ سال **مکھید، نائگاؤں، بلولی اور قندھار** سمیت مختلف تعلقہ جات میں پیدا ہونے والی سیلابی صورتحال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس بار ایسی صورتحال پیدا نہ ہو، اس کے لیے متعلقہ افسران ٹھوس اقدامات کریں۔ شہر میں نالوں کی صفائی بروقت مکمل کرنے، نشیبی علاقوں میں پانی جمع نہ ہونے دینے اور پلوں وسڑکوں پر پانی کے بہاؤ کے باعث شہریوں کے پھنسنے سے بچاؤ کے لیے مؤثر منصوبہ بندی کرنے کی بھی ہدایت دی گئی۔ محکمہ صحت کو دیہی علاقوں میں ادویات کا وافر ذخیرہ رکھنے اور سانپ کے کاٹنے کی دوا تمام صحت مراکز میں دستیاب رکھنے کے احکامات دیے گئے۔ جبکہ محکمہ حیوانات کو ہدایت دی گئی کہ وہ عوام میں بیداری پیدا کریں کہ ندی نالوں کے کنارے مویشی نہ باندھے جائیں۔ اجلاس کے اختتام پر ضلع کلکٹر نے تمام محکموں کو ہدایت دی کہ وہ تعلقہ سطح کے کام مون سون سے قبل مکمل کرکے ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے منصوبے فوری طور پر ضلع انتظامیہ کو پیش کریں۔ ساتھ ہی انہوں نے تمام سب ڈویژنل افسران کے مسائل بھی سنے اوران کے حل کے لیے رہنمائی فراہم کی، نیز تمام محکموں کو باہمی تال میل کے ساتھ کام مکمل کرنے کی تاکید کی۔

آپریشن کریک ڈاؤن" کے تحت ناندیڑ پولیس کی اسلاپور علاقے میں بڑی مشترکہ کارروائی

ناندیڑ: ضلع ناندیڑ پولیس کی جانب سے دیہی علاقوں میں غیر قانونی شراب کی تیاری اور فروخت کے خلاف جاری خصوصی مہم "آپریشن کریک ڈاؤن" کے تحت 3 مئی 2026 کو اسلاپور (تعلقہ کنوٹ) پولیس سٹیشن کی حدود میں واقع موضع شیونی اور اطراف کے دور دراز علاقوں میں بڑے پیمانے پر منظم اور مربوط کارروائی انجام دی گئی۔ پولیس کے مطابق مذکورہ گاؤں میں عرصہ دراز سے دیسی شراب (ہاتھ بھٹی) کی تیاری کا رجحان پایا جا رہا تھا۔ اسی پس منظر میں علاقے کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد نہایت خفیہ اور سخت منصوبہ بندی کے تحت صبح 4 بجے سے اس بڑی کارروائی کا آغاز کیا گیا۔ اس مشترکہ کارروائی میں اسلاپور پولیس اسٹیشن کے علاوہ ایک ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، 10 افسران، 105 پولیس اہلکار اور 2 آرسی پی پلاٹون نے حصہ لیا۔

کارروائی کے دوران درج ذیل اشیاء ضبط کی گئیں:

*ہاتھ بھٹی شراب کے 22 مقدمات درج *خمیر شدہ مواد (موہمس سڑوا) تقریباً 17,250 لیٹر (مالیت 8,62,500)* تیار شدہ دیسی شراب 166 لیٹر (مالیت 16,000) *مہوا پھول 1,500 کلو (مالیت 45,000)* کیمیکل ملا ہوا مادہ (سندھی) سے متعلق 2 مقدمات، 2,700 لیٹر (مالیت 54,000)* گٹکا کے معاملے میں 1 کارروائی (مالیت 48,840) اس طرح مجموعی طور پر تقریباً 10,26,000 مالیت کا سامان ضبط کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ غیر قانونی نقل وحمل میں استعمال ہونے والی گاڑیوں کو ضبط کرنے کی کارروائی بھی جاری ہے۔ اس معاملے میں اب تک کل 25 ملزمان کی نشاندہی کی گئی ہے، جن کے خلاف قانونی کارروائی جاری ہے۔ کارروائی کے دوران گاؤں کے متعدد شہریوں اور خواتین نے پولیس کا بھرپور تعاون کیا، جس پر ضلع پولیس انتظامیہ نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ناندیڑ ضلع پولیس نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اگر کسی کو منشیات (NDPS)، غیر قانونی شراب، اسلحہ، جوا یا دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی معلومات ہوں تو فوری طور پر قریبی پولیس اسٹیشن یا ہیلپ لائن 112 پر اطلاع دیں۔ اطلاع دینے والے کی شناخت مکمل طور پر خفیہ رکھی جائے گی۔

بارامتی کے عوام نے ریکارڈ توڑ کر اجیت دادا کو خراج عقیدت پیش کیا، سنیل تٹکرے کا عوام کو سلام

ممبئی: بارامتی اسمبلی ضمنی انتخاب میں غیر معمولی کامیابی پر نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے ریاستی صدر اور رکن پارلیمنٹ سنیل تٹکرے نے بارامتی کے عوام کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ عوام نے ریکارڈ توڑ ووٹنگ کے ذریعے مرحوم لیڈر اور مہاراشٹر کے ترقی کے معمار اجیت دادا کو حقیقی معنوں میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کامیابی صرف ایک انتخابی نتیجہ نہیں بلکہ عوام کے جذبات اور محبت کا مظہر ہے۔ ممبئی میں پارٹی کے ریاستی دفتر میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سنیل تٹکرے نے کہا کہ سنیترہ اجیت پوار نے 2 لاکھ 18 ہزار ووٹوں کی تاریخی برتری سے کامیابی حاصل کی، جو ایک ریکارڈ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تقریباً 98 فیصد ووٹنگ اس بات کا ثبوت ہے کہ بارامتی کے عوام پوری طاقت کے ساتھ ان کے ساتھ کھڑے رہے اور اجیت دادا کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح کرکٹ کی تاریخ میں سچن تندولکر کا ریکارڈ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اسی طرح سنیترہ پوار کی یہ کامیابی بھی اسمبلی کی تاریخ میں ایک مستقل ریکارڈ کے طور پر یاد رکھی جائے گی۔ انہوں نے اس شاندار کامیابی پر سنیترہ پوار کو مبارکباد پیش کی اور کہا کہ یہ عوام کے اعتماد اور محبت کا نتیجہ ہے۔ سنیل تٹکرے نے اجیت دادا کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے 11 بار بجٹ پیش کیا اور 6 بار نائب وزیر اعلیٰ کے طور پر خدمات انجام دیں، جو خود ایک ریکارڈ ہے۔ انہوں نے کہا کہ سنیترہ پوار کا مہاراشٹر کی پہلی خاتون نائب وزیر اعلیٰ کے طور پر تاریخ میں نام درج ہونا بھی ایک اہم سنگ میل ہے۔

ناندیڑ: شدید گرمی کے باعث چلتی کار میں آگ

ناندیڑ: (ورق تازہ نیوز) شدید گرمی کی لہر کے باعث گاڑیوں میں اچانک آگ لگنے کے واقعات میں اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے۔ اسی سلسلے میں 3 مئی کو دوپہر کے وقت مالیگاؤں ٹول ناکہ کے قریب ایک چلتی کار اچانک آگ کی لپیٹ میں آ کر مکمل طور پر جل کر خاک ہو گئی۔ اطلاعات کے مطابق، وشال شیٹکار اپنی فیملی کے ساتھ ایم ایچ 14 ڈی ایف 8914 نمبر کی فورڈ کمپنی کی کار میں ایک شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے لوہا آئے تھے۔ تقریب کے بعد وہ دوپہر کے وقت احمد پور کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں مالیگاؤں ٹول ناکہ کے قریب تقریباً 2:45 بجے گاڑی کے بمپر سے دھواں نکلتا دیکھ کر انہوں نے فوراً گاڑی سڑک کے کنارے روک دی۔ تاہم شدید گرمی کے باعث چند ہی لمحوں میں کار نے آگ پکڑ لی۔ آگ بجھانے کے لیے وشال شیٹکار نے پانی تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن پانی نہ ملنے کی وجہ سے ان کے سامنے ہی پوری گاڑی جل کر راکھ ہوگئی۔ اس حادثے میں مالی نقصان ضرور ہوا، مگر خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ کار میں سوار تمام افراد نے بروقت ہوشیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً گاڑی سے باہر نکل کر اپنی جان بچائی، جس سے ایک بڑا حادثہ ٹل گیا۔ ابتدائی اندازے کے مطابق شدید گرمی کی وجہ سے گاڑی کا انجن اوور ہیٹ ہوگیا تھا، جس کے باعث آگ لگنے کا واقعہ پیش آیا۔

ناندیڑ کارپوریشن کے اپوزیشن لیڈر کے طور پر مسعود احمد خان کا انتخاب

ناندیڑ: (نامہ نگار) 4 مئی: ناندیڑ میونسپل کارپوریشن میں پیر کے روز پیش آنے والی ڈرامائی پیش رفت کے بعد ایم آئی ایم کے کارپوریٹر مسعود احمد خان کو اپوزیشن لیڈر مقرر کیے جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کی میئر کویتا سنتوش مُلے نے باضابطہ طور پر مسعود احمد خان کو اپوزیشن لیڈر کے طور پر منظوری دی۔ میونسپل کارپوریشن میں ایم آئی ایم کے کل 14 کارپوریٹر ہیں۔ دوسری جانب کانگریس اور ونچت بہوجن آگھاڑی کی جانب سے بھی اپوزیشن لیڈر کے عہدے پر دعویٰ پیش کیا گیا تھا، تاہم میئر کے فیصلے کے بعد یہ عہدہ ایم آئی ایم کے حصے میں آیا۔ تقریب کے دوران میئر کویتا سنتوش مُلے، ڈپٹی میئر دیپک سنگھ راوت، گروپ لیڈر ایڈوکیٹ مہیش کنک ڈنڈے اور اسٹینڈنگ کمیٹی کے صدر وریندر سنگھ گاڑی والے نے مسعود احمد خان کو تقرری نامہ پیش کیا۔ اس موقع پر بی جے پی اور ایم آئی ایم کے کارپوریٹرس کی بڑی تعداد موجود تھی۔ ناندیڑ میونسپل کارپوریشن میں پارٹی پوزیشن اس طرح ہے: بھارتیہ جنتا پارٹی کے 45 کارپوریٹر منتخب ہوئے ہیں، جبکہ شیوسینا (شندے گروپ) کے پانچ کارپوریٹرس نے بھی بی جے پی کو حمایت دی ہے۔ ایم آئی ایم کے 14، انڈین نیشنل کانگریس کے 10، ونچت بہوجن آگاڑی کے 5 اور نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے 2 کارپوریٹر کارپوریشن میں شامل ہیں۔ وہیں کانگریس اور ونچت بہوجن آگھاڑی نے میئر کے اس فیصلے کی مخالفت کرتے ہوئے عدالت سے رجوع کرنے کا انتباہ دیا ہے۔ واضح رہے کہ ناندیڑ میونسپل کارپوریشن میں اپوزیشن لیڈر کے عہدے کو لے کر تنازع نیا نہیں ہے اور ماضی میں بھی اس نوعیت کے اختلافات سامنے آتے رہے ہیں۔ اب کانگریس اور ونچت بہوجن آگھاڑی کے ممکنہ عدالتی اقدام کے بعد یہ معاملہ مزید طول پکڑنے کے امکانات ہیں۔

غیر قانونی کاروبار کے خلاف مہم، دوسرے دن 25 مقدمات درج

ناندیڑ: ناندیڑ پولیس رینج میں جاری غیر قانونی کاروبار مخالف خصوصی مہم کے دوسرے دن اہم کارروائیاں عمل میں لائی گئیں۔ اس دوران مجموعی طور پر 25 مقدمات درج کیے گئے جبکہ 28 افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی اور 16 لاکھ 52 ہزار 975 روپے مالیت کا سامان ضبط کیا گیا۔ پولیس کے مطابق، مہاراشٹر جوا قانون کے تحت 10 افراد کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے 7 مقدمات درج کیے گئے اور ان کے قبضے سے 1 لاکھ 36 ہزار 670 روپے مالیت کا سامان ضبط کیا گیا۔ اسی طرح غیر قانونی شراب فروخت کرنے والے 12 ملزمان کے خلاف 12 مقدمات درج کیے گئے اور ان سے 1 لاکھ 20 ہزار 440 روپے کا مال برآمد کیا گیا۔ مزید برآں، انسداد منشیات قانون کے تحت تقریباً 2 لاکھ روپے مالیت کی گانجا بھی ضبط کی گئی۔ اس کے علاوہ اسلحہ ایکٹ، کوٹپا اور دیگر قوانین کے تحت بھی کارروائیاں کی گئیں۔ پولیس نے بتایا کہ یہ مہم یکم مئی سے 31 مئی 2026 تک جاری رہے گی، جس کا مقصد غیر قانونی شراب، گٹکا، مٹکا، جوا، منشیات اور خطرناک ہتھیاروں کے کاروبار کا خاتمہ ہے۔ اس سلسلے میں "خبر" نامی ہیلپ لائن بھی شروع کی گئی ہے، جس کا نمبر 9150100100 ہے۔ شہری اپنے علاقوں میں جاری غیر قانونی سرگرمیوں کی اطلاع فون یا واٹس ایپ کے ذریعے دے سکتے ہیں۔ پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل شہاجی اماپ نے بتایا کہ عوام اس ہیلپ لائن پر بھرپور اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں، جس سے غیر قانونی کاروبار کے خاتمے میں کافی مدد مل رہی ہے۔

ناندیڑ پولیس کی اپیل: ٹریفک قوانین پر عمل کریں،

ناندیڑ، 4 مئی۔ مہاراشٹر پولیس کے تحت ناندیڑ ضلع پولیس نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ ٹریفک قوانین پر سختی سے عمل کریں تاکہ شہر میں آمدورفت بلا رکاوٹ جاری رہے اور عوام کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ پولیس کے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق، سڑکوں پر کسی بھی صورت میں نو پارکنگ زون میں دو پہیہ، رکشہ یا چار پہیہ گاڑیاں کھڑی نہ کی جائیں۔ اسی طرح ایسی جگہوں پر ہاتھ گاڑیاں نہ لگائی جائیں جہاں ٹریفک یا پیدل چلنے والوں کو رکاوٹ پیش آئے۔ دکانداروں کو بھی ہدایت دی گئی ہے کہ سرکاری جگہ یا فٹ پاتھ پر اپنے سائن بورڈ نہ رکھیں۔ شہر کے تمام مال مالکان کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے گاہکوں کے لیے مال کے اندر ہی پارکنگ کی مناسب سہولت فراہم کریں اور ضرورت کے مطابق سیکیورٹی گارڈ تعینات کریں۔ آٹو رکشہ ڈرائیوروں کے لیے بھی واضح ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ بغیر پرمٹ، فٹنس یا انشورنس کے گاڑیاں نہ چلائیں۔ ڈرائیور حضرات صاف ستھرا اور مقررہ یونیفارم پہنیں اور ٹریفک میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے رکشہ کھڑا نہ کریں۔ مسافروں کی نقل وحمل کے دوران تمام قوانین کی پابندی لازمی قرار دی گئی ہے۔

شیواجی نگر پولس اسٹیشن حدود سے دو ملزمین فرار

اے آئی سے تیار کردہ تصویر

ناندیڑ: (ورق تازہ نیوز) عدالتی کارروائی کے لیے جیل سے پروڈکشن وارنٹ پر لائے گئے تین ملزمان میں سے دو نے شیواجی نگر پولیس اسٹیشن سے فلمی انداز میں فرار ہونے کا واقعہ سامنے آیا ہے، جس کے باعث پولیس محکمہ میں کھلبلی مچ گئی ہے۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق، متعلقہ ملزمان کو مزید تفتیش اور قانونی کارروائی کے لیے پولیس اسٹیشن لایا گیا تھا۔ انہیں پولیس اسٹیشن کی دوسری منزل پر واقع ڈی بی (ڈیٹیکشن برانچ) روم میں رکھا گیا تھا۔ اس دوران ڈی بی انچارج سید اور دیگر عملہ ان کی نگرانی کر رہے تھے، تاہم موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تینوں ملزمان نے اچانک کھڑکی سے چھلانگ لگا کر فرار ہونے کی کوشش کی۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پولیس نے فوری طور پر علاقے میں ناکہ بندی کر کے تلاش مہم شروع کر دی۔ تعاقب کے دوران ایک ملزم کو گرفتار کرنے میں پولیس کو کامیابی ملی، جبکہ دیگر دو ملزمان تاحال فرار ہیں اور ان کی تلاش جاری ہے۔ اس واقعہ کے بعد پولیس اسٹیشن کی سیکیورٹی پر سنگین سوالات کھڑے ہو گئے ہیں۔ ملزمان کے اس آسانی سے فرار ہونے پر لاپرواہی کا معاملہ بھی سامنے آرہا ہے۔ اعلیٰ حکام نے اس واقعہ کا سخت نوٹس لیتے ہوئے تحقیقات کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔ دریں اثنا، مفرور ملزمان کی گرفتاری کے لیے خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور پولیس نے جلد گرفتاری کا یقین ظاہر کیا ہے۔

ملن ویلفیئر سوسائٹی ناندیڑ کے جانب سے 15 اجتماعی شادیوں کا کامیاب انعقاد

ناندیڑ (منور خان) مورخہ 3 مئی 2026 بروز اتوار صبح دس بجے بی کے فنکشن ہال نوری چوک ناندیڑ میں ہر سال کی طرح اس سال بھی ۲۴ ویں بار پندرہ اجتماعی شادیوں کی پر مسرت تقریب عمل میں آئی نکاح اور ایجاب وقبول کی کاروائی حافظ وقاضی محمد رفیق نے بہ حسن وخوبی انجام دی نکاح سے پہلے مفتی سید شفیع الدین صاحب قاسمی اور مولانا سعد عبداللہ نے عوام سے خطاب میں نکاح کی شرعی حیثیت اور زوجین کے حقوق کی ادائیگی اور نکاح کو آسان بنانے کی ضرورت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور ملن ویلفیئر سوسائٹی کے ذمداران گزشتہ ۲۴ سالوں سے خدمات کر رہے ہیں اسکی سراہنا کی گئ اور ملن سوسائٹی کے ذمداران کو خوب دعائیں دی گئیں جبکہ خطبہ نکاح مولانا طیب صاحب نے پڑھایا آخر میں مولانا سعد عبداللہ کی دعا پر اختتام کیا گیا اجتماعی شادیوں میں شرکت کرنے والے دلہا دلہن کے مہمانوں کے علاوہ تمام مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام کیا گیا تھا - مہیمانے خصوصی مہاشٹرا کانگر س پارٹی کے صدر ہرشوار دھن سپکال نے اجتماعی شادیوں پہنچکر ملن ویلفیئر سوسائٹی کے ممبران اور دولہوں مبارک بعد دی- ملن ویلفیئر سوسائٹی کی جانب سے دلہا دلہن کو ضروریات زندگی کا سامان پلنگ بستر الماری کولر دیگر سامان دیا گیا اس تقریب کو کامیاب بنانے کے ملن ویلفیئر سوسائٹی زمدارن صدار حاجی بابوخان ستار خاں، حاجی محمود خان، محمد صفدر، حاجی محسن چاوش، محمد یعقوب، حاجی محمد امین شیخ سلیم، سید عمران، شیخ احمد، حاجی سید قیوم علی، حاجی غوث محی الدین، شیخ جلیل، شیخ مبین، عبدالمقیت، محمد عبدالرشید، شیخ احمد چاوش، افیروز بھائی، شیخ ندیم، شیر خان، ایوب خان، شیخ شکیل، بشارت خان اور تمام دوست احباب وجملہ اراکین۔ کافی محنت کی۔

تیسرے دن غیر قانونی کاروبار کے خلاف کاروائی، مقدمات درج، 16 لاکھ سے زائد مال ضبط

ناندیڑ، 4 مئی: ناندیڑ پولیس رینج میں یکم مئی سے 31 مئی 2026 تک جاری غیر قانونی کاروبار کے خلاف خصوصی مہم کے تحت تیسرے دن بڑی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اس دوران مجموعی طور پر 79 مقدمات درج کیے گئے جبکہ 117 افراد کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی اور 16 لاکھ 36 ہزار 731 روپے مالیت کا سامان ضبط کیا گیا۔ پولیس کے مطابق، گٹکا فروخت کرنے والے ایک شخص سے 1 لاکھ 5 ہزار 986 روپے مالیت کا گٹکا اور دیگر سامان ضبط کیا گیا۔ اس کے خلاف بھارتیہ نیائے سنہتا کی دفعہ 123 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے، جس میں 10 سال تک قید اور جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے۔ اسی طرح، مٹکا جوا کھیلنے اور کھلانے والے 37 افراد کے خلاف مہاراشٹر جوا قانون کے تحت 7 مقدمات درج کیے گئے اور ان کے قبضے سے 7 لاکھ 11 ہزار 880 روپے کا مال ضبط کیا گیا۔ غیر قانونی شراب فروخت کرنے والے 63 ملزمان کے خلاف 62 مقدمات درج کیے گئے، جن سے 5 لاکھ 6 ہزار 300 روپے کا سامان ضبط ہوا۔ مزید برآں، اس کارروائی میں اسلحہ ایکٹ کے تحت 3، کوٹپا قانون کے تحت 5 جبکہ دیگر قوانین کے تحت بھی مقدمات درج کیے گئے۔ یہ کارروائیاں ناندیڑ، پربھنی، ہنگولی اور لاتور اضلاع کے پولیس افسران اور عملے نے مشترکہ طور پر انجام دیں۔ پولیس نے عوام کی سہولت کے لیے "خبر" نامی ہیلپ لائن بھی شروع کی ہے، جس کا نمبر 9150100100 ہے۔ شہری اپنے علاقے میں جاری غیر قانونی سرگرمیوں کی اطلاع فون یا واٹس ایپ کے ذریعے دے سکتے ہیں۔ پولیس کے مطابق، عوام اس ہیلپ لائن پر بھرپور اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں، جس سے غیر قانونی کاروبار کے خاتمے میں مدد مل رہی ہے۔ اس بات کا اظہار پولیس کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل شہاجی اماپ نے کیا۔

جنوبی ہندوستان نے بی جے پی کے زہریلے نظریات اور نریندر مودی کی قیادت کو مسترد کر دیا: ہرش وردھن سپکال

ممبئی: پانچ ریاستوں اسمبلی انتخابات کے نتائج پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر ہرش وردھن سپکال نے کہا ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی نے انتخابات میں ہر ممکن حربہ استعمال کیا، مگر جنوبی ہندوستان کے عوام نے بی جے پی کے زہریلے، تقسیم پیدا کرنے والے نظریات اور وزیر اعظم نریندر مودی کی قیادت کو صاف طور پر مسترد کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی نے انتخابات میں سام، دام، دنڈ اور بھید کی پالیسی اپناتے ہوئے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن جنوبی ریاستوں میں عوام نے ان کی اس حکمت عملی کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مغربی بنگال میں مرکزی حکومت نے انتخابی عمل کے دوران انتخابی ضابطوں، روایات اور اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے انتخابی کمیشن کی مدد سے دباؤ اور طاقت کا استعمال کیا۔ انہوں نے کہا کہ این آئی اے، سی آر پی ایف اور دیگر فورسز کو استعمال کرتے ہوئے انتخابی ماحول کو متاثر کیا گیا، جس کے باوجود بی جے پی نے مبینہ طور پر غیر شفاف طریقوں سے کامیابی حاصل کی۔ ہرش وردھن سپکال نے کہا کہ بی جے پی کی یہ حکمت عملی جنوبی ہندوستان میں کامیاب نہیں ہو سکی، جہاں عوام نے اس کے نظریات اور قیادت کو مسترد کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ کیرالہ میں کانگریس کی کامیابی دراصل جمہوریت اور آئین کی جیت ہے، جہاں عوام نے کانگریس کے نظریے اور راہل گاندھی کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملک کو بچانے کے لیے کانگریس کی فکر ہی واحد راستہ ہے اور کیرالہ کی کامیابی نے پارٹی کے کارکنان میں ملک بھر میں ایک نئی توانائی پیدا کی ہے۔ انہوں نے یقین ظاہر کیا کہ یہی توانائی مستقبل میں کانگریس کو مزید مضبوط کرے گی اور آنے والے انتخابات میں پارٹی کو فائدہ پہنچائے گی۔

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر محمد تقی نے علینہ پرنٹرس، اسماعیل مارکیٹ، چوک بازار ناندیڑ 431604 سے طبع کر کے 229-6-4، بڑی درگاہ، گاڑی پورہ ناندیڑ 431604 سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: محمد نقی *(پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ 1867 کے مطابق اخبار میں شائع خبروں اور دیگر مشمولات کے لئے ذمہ دار)

Printed,published and owned by Mohammad Taqui .Printed at Aleena Printers,Ismail Market,Chowk Bazaar, Nanded-431604 and published at 4-6-229,Badi Dargah,Gadipura, Nanded-431604. Editor:Mohammad Naqui

POSTAL RGN.NO.NND/303/2024-2026 Mobile 8055362952-9325610858 Office: 2nd Floor, Ismail Market,Chowk Bazaar Nanded

کسی بھی قابل اعتراض تحریر کیلئے قانونی چارہ جوئی صرف ناندیڑ کی عدالت میں ہوگی۔